رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۸

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

رسالہ اشاعت اسلام

اردو ترجمہ

اسلامک ریویو مجریہ ووکنگ (انگلستان)

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین بی۔اے ایل ایل بی مبلغ اسلام

جلد (۷) | بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ء | نمبر (۱۰)

قیمت سالانہ چار روپے آٹھ آنے

یہ کار ثواب ہے کہ آپ ان رسالجات کی خریداری بڑھائیں کیونکہ انہیں رسالوں کی آمد بہت حد تک ووکنگ مسلم مشن کے اخراجات کی کفیل ہے۔ رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مشن کے ایک تہائی اخراجات کی ذمہ وار ہو سکتی ہے

درخواستہائے خریداری بنام خواجہ عبد الغنی منیجر اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں

ضروری اعلان

(۱) تمام ترسیل زر متعلقہ رسالہ اسلامک ریویو و ووکنگ مسلم مشن بنام فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن عزیز منزل لاہور اور باقی کُل خط و کتابت بنام منیجر اشاعت اسلام عزیز منزل لاہور ہونی چاہیئے +

(۲) اشاعت اسلام ماہواری رسالہ ہے۔ اور ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو لاہور سے شائع ہوتا ہے +

(۳) رسالہ اشاعت اسلام کا چندہ بنام منیجر اشاعت اسلام عزیز منزل لاہور ارسال فرمائیں +

(۴) خریداران رسالہ از راہ کرم خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری ضرور لکھا کریں منیجر

زکوٰۃ وصدقات کا بہترین مصرف

از روئے تعلیم قرآن اشاعت اسلام بھی مصرف زکوٰۃ ہے۔ اگر آپ صرف زکوٰۃ کو ان رسالوں کی مفت تقسیم پر یا اس اسلامی مشن کی دیگر ضروریات پر خرچ کریں۔ تو اپنے فرض سے سبکدوش ہونگے + سکرٹری

اسلام کی سخت احتیاج

اس وقت ہے یہ کہ اسکی اصل تعلیم کو بلاد غربیہ کے کونوں میں پہنچا جائے! اور اس کے چہرے پر سے ان بدنما داغوں کو دور کیا جائے جو پادریوں کی افترا کا نتیجہ ہیں مسلمانو! اس کام میں ہماری مدد کرو + سکرٹری

مسلمان بیبیوں اور بچیوں کے پڑھنے اور مطالعہ میں رکھنے کے قابل

نادر اور مفید کتابیں

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
رسول عربی	۸ ر	معلمہ	۱۲ ر
امت کی مائیں	۷ ر	ثریا بیگم	۸ ر
اصحاب کرام	۳ ر	رنج و راحت	۷ ر
امام حسنین	۴ ر	جمیلہ خاتون	۳ ر

KHWAJA KAMAL-UD-DIN, WITH MEMBERS OF THE ANJUMAN-I-ISLAM, SINGAPORE.
At the house of Mr. Mohammad Ghous Markian, where Khwaja Sahib lived while in Singapore.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

جلد (۷) بابت ماہ اکتوبر ۱۹۲۱ء نمبر (۱۰)

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۱	شذرات	از مترجم	۵۵۴
۲	عالمگیر مذہب	از مولوی دوست محمد خان ۔ ووکنگ	۵۵۶
	تذکرۃ الحبیب	از مولوی انوار الحق صاحب. ایم اے	۵۶۱
۴	خطبہ عید الضحیٰ	از مولوی مصطفےٰ خان صاحب. بی اے	۵۶۹
۵	محمد صلے اللہ علیہ وسلم	از زین العابدین بن احمد صاحب ملایا کالج	۵۷۷
۶	مسلم دماغ	از پروفیسر ٹی ۔ ایل سوانی صاحب	۵۸۲
۷	غزوات نبوی	مولوی مصطفےٰ خان امام مسجد ووکنگ	۵۸۶
۸	غلامی	از خواجہ نذیر احمد صاحب مسجد ووکنگ	۵۹۰
۹	اسلام میں کوئی فرقہ نہیں	از ہایت رنگون	۵۹۴
۱۰	قربانی کا آغاز	از جناب محمد صادق ڈڈلے رایٹ صاحب نومسلم	۵۹۸
۱۱	رسید زر	از آنریری فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن لاہور	۶۰۰

شذرات

اس رسالہ میں ہم خواجہ صاحب کے سفر سنگاپور سماٹرا۔ جاوا کے حالات اور لیکچروں کا سلسلہ جو آپ نے ملایا کے مختلف مقامات میں دیئے بمعہ ایک فوٹو جو انجمن اسلام سنگاپور کے ممبروں کے ساتھ سنگاپور میں لیا گیا ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے جو لیکچر ملایا میں دیئے۔ اس کا حال ملایا کالج کے مسٹر زین العابدین صاحب نے زیرِ عنوان محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہمارے پاس بھیجا ہے جو قارئینِ کرام کے پیشِ نظر ہے +

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایک اَور انگریز نے قبولِ اسلام کا اعلان لکھ کر بھیجا ہے اُن کا نام مسٹر اے۔ جے۔ ٹنگ ہے لندن میں رہتے ہیں بہت دنوں سے خط وکتابت ان سے ہو رہی تھی لندن مسلم ہوس میں نماز جمعہ میں کئی دفعہ آئے۔ اور اسلام کے متعلق تحقیقات کرتے رہے۔ ڈاکٹر زویمر جیسے مخالف اسلام کی کتابوں کو پڑھا لیکن اسلام کی حقّانیت آخر غالب آئی۔ اسلامک ریویو میں مضامین بھی لکھتے ہیں۔ بہت پُرجوش اور قابل آدمی ہیں۔ اسلامی نام شرفُ الدّین رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں دین کے لئے باعثِ شرف بنائے +

ووکنگ کے انگریز نومسلموں کی تعداد میں حال ہی میں پانچ اور جلیل القدر اشخاص کا اضافہ ہوا ہے جس کے متعلق مفصل حالات انشاء اللہ آیندہ درج کئے جائیں گے +

اسلام میں عورتوں کے حقوق

عورتوں کے جو حقوق اسلام نے بیان کئے ہیں۔ ان کے متعلق عیسائی مصنف

اکثر غلط بیانی سے کام لیتے ہیں لیکن کپتان سی ایف ۔ڈکسن جانسن کی چند سطور جو ہم ڈیلی اکسپرس سے اقتباس کرتے ہیں ۔شاید اسلام کے نکتہ چینوں کیلئے تریاق ثابت ہوں ۔لیڈی اسٹر (Astor) نے تحفظ بچگان کے بل کی تائید کرتے ہوئے جو بیجا چوٹ ترکوں پر کی ہے وہ اس غلط فہمی کو خوب ظاہر کرتی ہے جو مسلم عورتوں کے متعلق پھیلی ہوئی ہے ۔اس مضمون پر مجھ سے بارہا سوال پوچھے جا چکے ہیں ۔اور شاید آپ کے چند ایک قارئین کیلئے یہ امر دلچسپی کا باعث ہو کہ اسلام نے عورتوں کے حقوق کی زیادہ نگہداشت کی ہے جو آج تیرہ سو سال کے بعد بھی انگلو سکسن (Anglo Saxon) عورتوں کو نصیب نہیں ۔بغیر کسی لمبی بحث کے یہ کہہ دینا کافی ہو گا ۔کہ مسلم ماں کو اپنے بچوں کی سرپرستی کا حق ہے ۔اور اپنے خاوند اور متوفی بیٹے کے مال کے ایک حصہ کی حقدار ہے ۔اور اسے اپنے مال کو صرف کرنے کی مکمل آزادی ہے ۔ ترکش گورنمنٹ کی نیشنل اسمبلی میں خالدا دیب خانم کے وزیر تعلیم ہونے کے لئے کسی سفرہی جٹ (Suffragettle) تحریک یا ایکٹ آف پارلیمنٹ کی ضرورت نہ پڑی +

کیا انجیل کلام الہی ہے

یہ ایک تاریخی معمہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے حالات زندگی اور تعلیم آج دنیا سے معدوم ہیں ۔ حالانکہ لاکھوں انسان آج آپ کو اپنا شفیع اور آقا سمجھتے ہیں ۔زمانہ وسطی میں انجیل کو کلام الٰہی اور مسیحی تعلیم خیال کیا جاتا تھا لیکن دنیا اب زیادہ ترقی کر گئی ہے ۔اور کلیسیا کے پادری صاحبان بھی آج علانیہ اس امر کا اعتراف کرتے ہیں ۔کہ انجیل انسانوں کی لکھی ہوئی کتابوں کا مجموعہ ہے +

کارڈینل بورن رومن کیتھولک آرچ بشپ اور انگلینڈ اور ویلز کے بشپوں نے

ایک خط تمام کلیسیاؤں میں پڑھے جانے کے لئے شائع کیا ہے۔ اسمیں بھی اسی امر کا اعتراف کیا ہے +

آج بہت سے لوگ جو عیسائیت کا دعویٰ کرتے ہیں ہرگز یہ تسلیم نہیں کرتے کہ انجیل کلام الٰہی ہے۔ اس کے برعکس آجکل کلیسیا کے پادری بھی انجیل کو ایک انسانی کتاب سے زیادہ وقعت نہیں دیتے +

عالمگیر مذہب

(از مولوی دوست محمد خان صاحب مسجد ووکنگ)

ایک پادری کے خیالات

پادری ایچ - ایچ جانسن نے جو عیسائیت کو مذاہب عالم پر فوقیت دینے کیلئے واقعات اور بالخصوص اسلام کے سراج منیر کا دن دہاڑے انکار کرنے میں قابلیت تامہ رکھتے ہیں لندن کے کروس سٹریٹ چیپل میں عیسائیت اور دیگر مذاہب عالم کے عنوان سے لیکچروں کا ایک سلسلہ حال ہی میں ختم کیا ہے جسمیں بزعم خود عیسائیت کے عالمگیر مذہب ہونے کی تائید میں دلائل کا وہ ذخیرہ جمع کیا ہے - کہ جس کا کوئی جواب ہی نہیں ہوسکتا +

پہلے ان کے دلائل کو ذرا سُن لیجئے ؟

پادری صاحب نے تین شقیں عالمگیر مذہب کے لئے قائم کیں :-

(۱) یا تو وہ بالکل نیا مذہب ہو -

(۲) یا موجودہ تمام مذاہب کی اعلےٰ تعلیمات کو لے کر ایک جگہ جمع کیا جائے اور اس کو عالمگیر مذہب قرار دیا جائے +

(۳) یا موجودہ مذاہب میں سے کسی ایک مذہب کو عالمگیر مان لیا جائے - کہ امر اوّل پادری صاحب کے نزدیک اس وجہ سے قابل قبول نہیں - خواہ کوئی نیا مذہب بنایا جائے - دُنیا کو منانے کیلئے ضرور اُسے موجودہ مذہب سے ہی اچھی تعلیمات کو لینا

پڑیگا۔ اور دوسرے نئے مذاہب اور فرقے کوئی لمبی عمر بھی نہیں پاسکتے وہ برساتی کیڑوں کیطرح رات کی تاریکی میں اُٹھتے اور دن کے اُجالا میں غائب ہوجاتے ہیں +

دوسری قسم کا مذہب بھی پادری صاحب ماننے کیلئے تیار نہیں کیونکہ فرماتے ہیں کہ ایسا مذہب گویا چوں چوں کا مربہ ہوگا۔ کچھ حصہ فلسطین سے کچھ عرب سے۔ کچھ فارس اور ایسا ہی کچھ ہندوستان اور چین سے لیکر ایک معجون مرکّب گویا تیار ہوگی۔ حالانکہ عالمگیر مذہب کیلئے یہ ضروری ہے کہ دوسروں سے علیحدہ طور پر وہ پیدا ہوا ہو۔ اپنی خاص روایات وہ رکھتا ہے کہ دوسروں سے علیحدہ طور پر وہ پیدا ہوا ہو۔ اپنی خاص روایات کہ جن کا سلسلہ اسکی ذاتی اور قومی اور بین الاقوامی تاریخ اور زندگی کی جڑوں تک پہنچتا ہو" +

البتہ تیسری شق ایسی ہے۔ کہ پادری صاحب نے آسانی کے ساتھ اس پر ہاں کہدی اور فی الحقیقت عیسائیت کو عالمگیر مذہب ٹھیرانے کیلئے اسی ایک رستہ کو اختیار کرسکتے ہیں +

لیکن پادری صاحب کی حالت پر رہ رہکر رحم آتا ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس رستہ پر بھی مذاہب عالم کے زبردست جتھہ بالخصوص اسلام کے عالمگیر تعلیمات نے انکا وہ مقابلہ کیا ہے کہ جو دوسر رستوں کو اختیار کرنے میں شاید پیش نہ آتا۔ عیسائیت کے سوائے باقی سب مذاہب کو مشترکانہ اور قومی قرار دینے کے باوجود اسلام اور یہودیّت کو بھی انہیں اس قابل ماننا پڑا۔ کہ "عالمگیر" ہونے کا وہ دعویٰ کرسکتے ہیں لیکن مؤخر الذکر کو تو یوں انہوں نے رد کردیا کہ اسمیں سوائے شرعی ضوابط یہودیت کے خاص رسم ورواجات اور خوراک کے متعلق حرام وحلال کے امتیاز اور ختنہ کی رسم کے اور کچھ نہیں رہگیا۔ رہا اسلام اگر پادری صاحب اسکی تعلیمات کو لیتے تو مشکلات کا ایک پہاڑ ان کے سامنے کھڑا ہوجاتا۔ اسلئے اسکو نظر انداز کرکے اسلام کی رفتار ترقی پر انہوں نے نظر کی اور عجیب بات ہے کہ عرب کیطرح طبقہ متوسط میں رہنے ہوئے اور سپین جیسے سرد ملک کی ہمسائیگی کے باوجود جغرافیہ وتاریخ سے یہانتک ناآشنائی ظاہر کی کہ اسلام کی رفتار ترقی کو نہ صرف گرم ممالک تک ہی محدود قرار دیا بلکہ یہ بھی فرمایا ہے کہ پانچسو سال تک اسلام نے انسانی ترقی میں بہت ہی کم بلکہ کوئی بھی مدد نہیں دی۔ ہمارا یہ خیال ہے کہ "پانچسو سال" کے الفاظ زبان سے نکلتے ہوئے پادری صاحب کے دماغ میں عیسائیت کا وہ تاریک ترین زمانہ تھا۔ جب سکے انتہا نہ اثر واقتدار اور سیاسی جبر ولشدد نے تہذیب اور آزادی خیالات کے استیصال

میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔" انسانی ترقی میں مدد"۔ تو ایکطرف عیسائیت کے عروج کی برکت سے رہی سہی انسانی عزّت اور امتیاز بھی خاک میں جا ملا۔ انہی پانچسو سال" کا آخری حصہ گویا یوں کہنا چاہئے کہ لیلۃ القدر کا زمانہ تھا جس کے گذرتے ہی اسلام کا آفتاب عالمتاب طلوع ہوا۔ اور لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی کے نور صداقت سے صرف عرب اور اس کے گرد و نواح کے گرم ممالک کو ہی نہیں بلکہ ایک طرف افریقہ کے شمال کا چکر لگاتا ہوا اسپین کے ان مقامات کو جا منور کیا جہاں اگر عیسائیت کی (رومن سلطنت کے زیر سایہ) تشدد آمیز ترقی نے وہ آفت مچا رکھی تھی کہ الامان والحفیظ؟ تو دوسری طرف روس کے انتہائی شمال میں منطقہ باردہ شمالی کے کناروں سے جا ٹکرایا یہ کوئی فرضی اور پوشیدہ باتیں نہیں تاریخ کی ورق گردانی کرنیوالے آج اس حقیقت کا اعتراف کرنے کے لئے موجود ہیں؟ کہ

"قریباً آٹھ صدیوں تک سپین کی سرزمین اپنے مسلمان بادشاہوں کے زیر حکومت تمام یورپ کیلئے ایک مہذب اور (علوم و فنون سے) منور کی شاندار مثال کا کام دیتی رہی"۔ لین پول

ایسا ہی روس میں کاسک کا اسلام اور حال ہی میں ایک تاتاری مسلمان کے ذریعہ سے بیس ہزار روسیوں کا قبول اسلام ایک عیاں حقیقت ہے۔ تعجب ہے کہ ان کھلے ہوئے واقعات کے باوجود پادری صاحب نے کیونکر اسلام کو گرم ممالک کے اندر ہی محدود قرار دیا۔ اور کس احسان فراموشی کے ساتھ سپین میں عیسائیت کی آٹھ صد سالہ منت پذیری کو فراموش کر کے پانچسو سال تک نسل انسانی کا ترقیات سے محروم رہنا اسلام کیطرف منسوب کر دیا۔ اس کو بھی چھوڑ کر دیکھنا ہمیں یہ ہے کہ عیسائیت میں وہ کونسے خواص موجود ہیں جو اس کے عالمگیر ہونے پر شاہد ہیں یُوں تو پادری صاحب نے دعوے بہت سے کر دیئے ہیں۔ تمام مذاہب عالم کو قومی مذاہب قرار دیتے ہوئے زبان سے یہ دعوے کر لینا بہت آسان ہے۔ کہ

"صرف عیسائیت ہی ایک مذہب ہے۔ جو یہ خاصیت رکھتا ہے۔ کہ تمام اقوام اور سب زبانوں پر محیط ہے اور کبھی بھی یہ کسی خاص مشرک یا قومیت کا خیال رکھنے والے گروہ کا مذہب نہیں ہوا"

لیکن اس کو پرکھنے کیلئے دلائل کی کسوٹی پادری صاحب گھر ہی میں چھوڑ آئے۔ یا شاید دعویٰ اور دلیل بھی تین مساوی ایک" کے پادریانہ نقطہ خیال سے ایک ہی معنے رکھتے

ہوں اور اسلیے واقعات عالم سے آنکھیں بند کرکے اور خود انا جیل میں مسیح کے اس فقرہ کو بھی کہ؟

"میں صرف بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں ہی کی طرف بھیجا گیا ہوں"

نظر انداز کرکے جو کچھ پادری صاحب کی زبان سے نکلا اُسے الہامی فرض کرلیا جائے۔ ہاں اِن کے ایک دعوے کو ہم بھی مانتے ہیں۔ بلکہ عیسائیت کی ساری تاریخ کو ابتدا سے آج تک اگر دیکھا جائے تو اس سے بڑھ کر پختہ بات اور کوئی بھی نہیں کہ

عیسائیت نے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ اس کے اندر دُنیا کی نت نئی ضروریات کے مطابق اپنے آپ کو (تغیر و تبدّل کے سانچے میں) ڈھالنے کی خاصیت موجود ہے۔

اِس پر اگر پادری صاحب چاہیں تو ہم بھی شہادت دینے کیلئے تیار ہیں۔ کیونکہ یہی ایک خاصیت تھی۔ جس نے مسیح کو خدا بنایا۔ کہ یونانی رومن اقوام کے ان عقاید و خیالات کے مطابق ہو جن کی وجہ سے وہ اپنے بڑے بزرگوں کو خدا کہتے اور ان کی پرستش کرتے تھے عیسائیت کے یہ ہر سانچے میں ڈھلنے والی خاصیت ہی تھی جس نے تثلیث اور روح القدس اور تمام خلاف عقل عقائد کو رواج دیا۔ کہ بُت پرست قوموں کو مسیح کی بھیڑوں کے گلہ میں شمولیت سے عار نہ ہو۔ ایک امریکن یونی ٹیرین (موحد عیسائی) نے بالکل سچ لکھا ہے کہ

"اگر یونانی رومیوں پر انجیل کو فتح حاصل ہوسکتی تھی۔ تو اس طریق سے کہ یہودیوں کے طرز اظہار خیالات کو خیر باد کہکر ان خیالات اور اس زبان کے مطابق اسے بنایا جائے جو یونانی رومیوں میں اس وقت رائج تھی"+

یہی حال آج بھی ہے۔ ہر خیالات کے آدمیوں نے اپنا علیحدہ فرقہ بنا رکھا ہے اور وہ عیسائیت کے ساتھ منسوب ہے۔ ہندو مذہب کی طرح عیسائیت کی بھی جامع و مانع تعریف کون ہے جو دُنیا میں کر سکے۔ مسیح کو خدا کہنے والے بھی عیسائی۔ اور اس کو خدائی سے اوتار کر محض نبی ماننے والے بھی عیسائی۔ اس سے بھی اتر کر جو لوگ مسیح کو ایک معمولی معلّم کی حیثیت دیتے ہیں وہ بھی عیسائی ہی ہیں۔ مریم کی پرستش کرنیوالے بھی عیسائی۔ اور نہ کرنیوالے بھی عیسائی علیٰ ھذہ القیاس بیشمار اصولی معتقدات ہیں جنمیں شدید اختلاف موجود ہے اور کیوں نہ ہو جس مذہب کا یہ خاصہ ہو۔ کہ زمانہ اور لوگوں کے خیالات کے ساتھ ساتھ وہ بھی تبدیل ہوتا رہے۔ اگر ایک وقت زمانہ کے خیالات کے

مطابق طلاق کو زنا کے بغیر جائز نہیں قرار دیا۔ تو دوسرے وقت ضروریات کے پیش آنے اور لوگوں کے خیالات بدلنے پر وہ بھی جائز ٹھیرانے کیلئے تیار ہی تو فی الحقیقت ایسا مذہب (؟) اگر اسے مذہب کہنا جائز ہی ا نہ صرف عالمگیر ہو سکتا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ تمام دنیا میں جاری و ساری ہے صرف اگر کسر ہے تو دنیا کو بپتسمہ دینے کی ہر ایک قوم کی جیسی ضروریات ہوئیں عیسائیت نے وہی رنگ اختیار کیا +

لیکن پادری صاحب نے ایک اور طرف بھی قدم اٹھایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ

"عیسائیت کے اندر وہ تمام اعلیٰ اصول جمع ہیں جو مذاہب عالم میں موجود تھے"

ہمیں بڑی ہی خوشی ہوتی۔ اگر پادری صاحب مذاہب عالم میں کم از کم ان بڑے بڑے مذاہب کے اصولوں کو ہی لیتے۔ جو ان کے نزدیک بھی عالمگیر ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ وہ ہمیں بتاتے کہ کفارہ کے عقیدہ کو مانتے ہوئے دعا اور اعمال حسنہ کا اصول عیسائیت میں کہاں باقی رہجاتا ہے۔ شریعت کو نعوذ باللہ لعنت سمجھ کر پھر مذاہب عالم کے اصولوں کا اپنے آپ کو جامع بتاتا یہ اسی مذہب کا خاصہ ہو سکتا ہی جو ہر رنگ کا جامہ بدلنے کیلئے تیار ہو +

بالمقابل اسلام کو دیکھو اپنے عالمگیر ہونے کے متعلق اس نے نہ صرف یہ دعویٰ ہی کیا فیہا کتب قیمہ بلکہ وہ جامع کتاب بھی ہمارے ہاتھ میں دی۔ جو ان سب اصولوں کی تعلیم ہمیں دیتی ہی جن پر مذاہب عالم متحدہ طور پر متفق ہیں۔ توحید کا عقیدہ باوجود تثلیث۔ بت پرستی۔ آتش پرستی۔ اور سب قسم کی ملونیوں کے سب مذاہب میں موجود ہی۔ دعا باوجود کفارہ اور تناسخ کے چکروں کے سب کارات دن کا وظیفہ ہے۔ علیٰ ھذا القیاس کوئی اصول نہیں جو اسلام میں موجود ہو۔ اور دنیا کے مذاہب بالاتفاق اس پر شہادت نہ دیں اسی لئے فرمایا۔ اور کس زور کے ساتھ دنیا کے مذاہب کو یہ چیلنج دیا۔ تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الخ اسکے ساتھ ہی اس کتاب کا جو دنیا جہان کیلئے آئی۔ یہ خاصہ نہیں ہو سکتا تھا وہ دنیا کے راستبازوں کو جھٹلائے پس سب انبیاء کو قبول کرنا اس نے ایک مسلمان کیلئے ضروری شرط قرار دیا +

کیا انبیاء کو "چور اور بٹمار" قرار دینے والے ایسا کہنے کی جرأت رکھتے ہیں؟ والسلام

تذکرۃ الحبیب

(آنحضرت صلعم کے ابتدائی حالات)

مندرجہ بالا عنوان کی تصنیف جناب مفتی انوار الحق صاحب ایم اے ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم بھوپال نے اردو میں فرمائی ہے جس کو جناب مسعود علی وارثی صاحب اسسٹنٹ ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم بھوپال نے رسالہ اسلامک ریویو مجریہ ووکنگ انگلستان کیلئے انگریزی میں ترجمہ فرمایا ہے۔ جس کی پہلی قسط ہدیہ ناظرین کرام کیجاتی ہے۔ اور آیندہ انشاء اللہ اسی عنوان کے ماتحت یہ سلسلہ جاری رہیگا + مترجم

ہم کو صدفِ کونین کے اس دُرِّ یتیم کے لئے بچپن کے حالات بہت کم معلوم ہیں۔ اُس وقت کون جانتا تھا۔ کہ یہ بے ماں باپ کا بچہ محض اپنی اخلاقی اور رُوحانی طاقت سے فخر المرسلین اور خاتم النبیین کے لقب سے ممتاز ہو گا۔ اور صرف عرب ہی کا نہیں بلکہ تمام دُنیا کا نقشہ بدل دیگا۔ مگر پھر بھی اسمیں شک نہیں کہ اوائل عمر ہی میں صفاتِ حسنہ کے غیر معمولی آثار آنجنابؐ کی تمام حرکات وسکنات سے نمایاں تھے +

اگر ہم کو وہ حالات معلوم ہوتے تو ہم بتا سکتے کہ اس بچے میں وہ کونسی خوبیاں تھیں جنکی وجہ سے سب لوگ اُسے سروں پر بٹھاتے تھے۔ اور اُس کیلئے آنکھیں بچھاتے تھے۔ اسّی برس کے بُوڑھے اور ضعیف شیخ قریش (عبد المطلب) ہیں۔ کہ اس شش سالہ بچے کو کسی وقت نظروں سے جُدا نہیں ہونے دیتے۔ اور جہاں جاتے ہیں اُسے اپنے کلیجے سے لگائے پھرتے ہیں اُن کے بعد ابو طالب ہیں۔ کہ کاروبارِ تجارت کے لئے مکّے کو چھوڑ کر دُور و دراز شہروں میں جاتے ہیں تب بھی بھتیجے کی فرقت گوارا نہیں کرتے۔ اور ان کو سفر وحضر میں ہمیشہ ساتھ ہی رکھتے ہیں۔ گو ممکن ہے کہ یہ فرطِ شفقت خون کے جوش اور آنجناب کی یتیمی اور بیکسی ہی کی وجہ سے ہو۔ مگر پھر بھی اس سے

اتنا تو پتہ چلتا ہے۔ کہ بچپن میں بھی آپ کے اخلاق و اطوار کتنے پسندیدہ ہونگے جن کی وجہ سے آپ اس قدر ہر دلعزیز تھے۔ اور یہ امر بالکل قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس اوائل عمر ہی میں صفات حسنہ کے غیر معمولی آثار آپ کی تمام حرکات و سکنات سے نمایاں تھے +

یہ قیاس محض حسن ظن پر ہی موقوف نہیں ہے بلکہ آنجناب کی ابتدائی زندگی کے جس قدر حالات بھی ہم تک پہنچے ہیں ان سب سے اس قیاس کی قطعی تائید ہوتی ہے احادیث مروّیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنجناب کو بچپن میں بھی کھیل کود کا بالکل شوق نہ تھا۔ اور طبیعت کی اُفتاد ہی ایسی پڑی تھی کہ لہو و لعب میں بہت کم وقت ضائع کرتے تھے۔ چنانچہ ابن عبّاس سے روایت ہے کہ ابوطالب کے بچے صبح باہر نکلتے تھے تو بالکل میلے کچیلے ہوتے تھے اور آپ صاف ستھرے اور پاکیزہ ہوتے تھے۔ جب سب بچے کھانا کھاتے ہوتے تھے۔ تو آپس میں چھین جھپٹ کرتے تھے۔ مگر آپ نہایت سنجیدگی سے رہتے تھے۔ اور ان کے ساتھ لڑنے جھگڑنے میں کبھی ہاتھ نہیں بڑھاتے تھے اسلئے ابوطالب آپ کو سب سے الگ کھانا کھلانے لگے (خصائص کبریٰ للسیوطی)

اُمّ ایمن کہتی ہیں۔ کہ "میں نے کبھی آپ کو بھوک پیاس کی شکایت کرتے ہوئے نہیں سُنا۔ آپ صبح کو اُٹھ کر تھوڑا سا زمزم کا پانی پی لیتے تھے۔ لیبا اوقات جب ہم کھانے کیلئے کہتے تھے تو آپ کہہ دیتے تھے کہ "میں نہیں کھاؤنگا۔ مجھے بھوک نہیں" (خصائص کبریٰ للسیوطی صفحہ ۸۳) +

اپنے بچپن کے واقعات کے متعلق ایکبار آپ نے تذکرۃً خود ارشاد فرمایا کہ "میں نے لڑکپن میں بھی اہل جاہلیّت کے لغو اور بیہودہ مشاغل کا دو بار کے سوا کبھی ارادہ نہیں کیا۔ اور ان دونوں بار بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے بچائے ہی رکھا۔ ہُوا یہ کہ میں اور قریش کے لڑکے اپنی اپنی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ ایک روز میں نے اپنے ساتھ کے ایک لڑکے سے کہا۔ آج رات تم ذرا میری بکریوں کا

بھی خیال رکھو تو میں اور لڑکوں کی طرح شہر میں کہانیاں سننے جاؤں"
چنانچہ میں مکے کے زیرین حصہ کے ایک گھر کے پاس آیا۔ وہاں میں نے گانے بجانے کی آواز سنی میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ تو مجھے معلوم ہوا کہ کسی کی شادی ہے۔ میں اُسے سننے لگا۔ مگر اُسی آواز سے مجھے نیند آگئی۔ تو میں ایسا سویا کہ صبح آفتاب کی تیزی سے آنکھ کھلی۔ میں نے اپنے دوست کے پاس آکر یہ قصہ کہا۔ دوسری رات میں نے پھر یہی کیا۔ اور پھر گانا سننے گیا۔ مگر اُس روز بھی مجھے نیند آگئی۔ اور سویا تو صبح خوب دھوپ نکل آئی تب اُٹھا۔ جب میں اپنے دوست کے پاس واپس آیا تو اس نے مجھ سے پوچھا۔ کہ تم نے آج کیا کیا۔ تو میں نے شرم کے مارے اُسے کچھ جواب نہ دیا (کیونکہ وہ رات بھی سونے ہی میں گذری اور نہ کچھ دیکھا بھالا نہ کسی کھیل کود میں حصہ لیا) خدا گواہ ہے کہ اس کے سوا اور کبھی میں زمانۂ جاہلیت کی خصوصیات میں شرکت کا ارادہ نہیں کیا (خصائص کبریٰ صفحہ ۸۸) +

یہ قصہ سن بلوغ سے بہت پہلے بچپن کے زمانہ کا ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں بھی آپؐ کی شدت غیرت و فرط حیا کی یہ کیفیت تھی کہ جب اہل قریش کعبہ کی مرمت کے لئے پتھر اُٹھا اُٹھا کر لیجا رہے تھے۔ تو آپؐ بھی اُن کے ساتھ تھے۔ اور آپؐ تہبند باندھے ہوئے تھے۔ حالانکہ اُس زمانے میں عربوں کو ستر عورت کا بہت کم خیال تھا۔ اور اُن کے ہاں برہنہ پھرنا بالکل مکروہ نہ تھا۔ چنانچہ آپؐ کے چچا (حضرت) عباس نے دیکھا تو انہیں یہ خیال ہوا کہ مبادا آپؐ کے کندھے پتھروں سے چھل جائیں۔ اسلئے اُنھوں نے آپؐ سے کہا۔ کہ اگر تم تہبند اُتار دو تو میں اُسے تمہارے کندھے پر رکھ دوں تاکہ پتھروں کی رگڑ نہ لگے"۔ اور یہ کہ کر نے تامل تہبند کھینچ لیا۔ آپؐ کو اپنی عریانی پر ایسی شرم آئی اور اتنا صدمہ ہوا کہ وہیں بیہوش ہو کر گر پڑے اور اس کے بعد پھر کبھی کسی نے آپؐ کو برہنہ نہ دیکھا (بخاری صفحہ ۵۴۰ و خصائص کبریٰ صفحہ ۸۸)
اگرچہ ہم کو اس زمانے کے اور حالات معلوم نہیں ہیں۔ تاہم عنفوان شباب

ہیں بھی آپ کی پاکدامنی ۔ راستبازی سنجیدہ مزاجی اور خوشمعاملگی کا اندازہ صرف اس ایک بات سے ہو سکتا ہے کہ قریش جیسے معزز اور خود پسند لوگوں نے بالاتفاق آپ کو باوجود کم سنی "امین" کا قابل فخر لقب دیدیا تھا ۔ اور نہایت اہم معاملات میں اہل مکہ آپ کو حکم بناتے تھے +

چنانچہ روایت ہے کہ جب کعبہ جل گیا ۔ اور اہل مکہ اسے گرا کر از سر نو بنانے لگے ۔ تو قبیلوں میں اِس بات پر جھگڑا اُٹھا کہ سنگِ اَسود کو اُٹھا کر اس کی جگہ کون رکھے ۔ یہ پتھر اسلام سے بہت پہلے سے مقدس مانا جاتا تھا اور ہر ایک قبیلہ یہی چاہتا تھا ۔ کہ اس کو نصب کرنے کا فخر اسی کو حاصل ہو ۔ بات اتنی بڑھی کہ قریب تھا کہ کشت و خون کی نوبت آجائے لیکن آخر یہ طے ہوا ۔ کہ جو شخص سب سے پہلے وہاں پہنچے بالاتفاق سب اسی کو حکم بنالیں ۔ اور جو کچھ وہ کہے اسی پر کاربند ہوں ۔ حسنِ اتفاق کہ تھوڑی ہی دیر میں آنجناب تشریف لائے ۔ آپ کو دیکھ کر سب لوگ بہت ہی خوش ہوئے اور کہنے لگے ۔ کہ "یہ محمدؐ آگئے ۔ یہ امین ہیں ۔ ہم ان کے فیصلہ پر راضی ہیں"۔ آپ کی خداداد فراست اور ذکاوت کو دیکھئے کہ آپ نے کتنا عمدہ تصفیہ کیا ۔ آپ نے سارا جھگڑا سُن کر اپنی چادر مبارک بچھادی اور اس پر سنگ اسود کو رکھ کر ارشاد فرمایا کہ ہر ایک قبیلہ کا بزرگ اُس کا پلّو پکڑ کر اُٹھائے ۔ اور یُوں سب مل کر اُسے اس کی جگہ تک پہنچا دیں ۔ اسطرح کسی کو بھی شکایت کا موقع نہ ملا ۔ اور وہ ذرا سا اختلاف جو عرب جاہلیت میں برسوں کی خونریزی اور جنگجوئی کا باعث ہو سکتا تھا ۔ آپ کی حسنِ تدبیر سے نہایت خوبی کے ساتھ رفع ہو گیا ۔ اسی لئے آنجناب نے فرمایا ۔ کہ

وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَمِیْنٌ فِی السَّمَاءِ وَاَمِیْنٌ فِی الْاَرْضِ (شفا صفحہ ۵۹) خدا گواہ ہے کہ میں آسمان پر بھی امین ہوں اور زمین پر بھی +

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے انہی صفات حسنہ سے متّصف اور

معروف ہونیکی وجہ سے آپؐ کو اپنے تجارتی کاروبار کا نگران اور قافلہ سالار بنا کر دو مرتبہ شام کی طرف روانہ کیا - حالانکہ اُس وقت سن شریف بیس برس سے کچھ ہی زیادہ تھا - اس زمانے کے تجارتی تجربے سے حضرت خدیجہؓ کو ان تمام باتوں کی اچھی طرح تصدیق ہوگئی - جو اُنھوں نے آنجناب کی بابت سُنی تھیں - اور اُن کی بیشمار خوبیوں نے اُن کو اتنا لبھالیا کہ اُنھوں نے اپنی وجاہت اور دولتمندی اور کثرت خواستگاران کے باوجود بھی تمام شرفائے مکہ میں سے آپؐ کو ہی اپنی شوہری کیلئے انتخاب کیا - حالانکہ آنجنابؐ کے پاس اس وقت ظاہری شان وشوکت اور دُنیوی ساز و سامان کچھ بھی نہ تھا - اسی سے ثابت ہوتا ہے - کہ تمام اہل مکہ کے دلوں میں محض آپ کے مکارم اخلاق کی وجہ سے آپؐ کی کیسی عزت وعظمت تھی - اس شادی سے جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتحیات تلاش معاش سے بیفکر اور ضروریاتِ دُنیا سے بے نیاز ہوگئے - مگر یہی انکی زندگی کا سب سے زیادہ نازک وقت تھا دولت اور جوانی دو ہی چیزیں ہیں جن سے حقیقت میں آدمی کی طبیعت کا امتحان ہوتا ہے - ورنہ ناچاری اور ناداری تو سب ہی کو پارسا بنائے رکھتی ہے - آنجناب باوجودیکہ اس وقت تک شرفِ رسالت سے سرفراز نہیں ہوئے تھے - پھر بھی تمول نے آپ کے زُہد و اتقا کو اور بھی زیادہ بڑھا دیا - اور آپؐ کا وہ وقت جو پہلے فکرِ معاش میں صرف ہوتا تھا - اب وہ بھی اسرار الٰہی پر غور کرنے میں گذرنے لگا - آپؐ کا یہ شیوہ ہوگیا - کہ آپؐ کے شہر سے باہر غار حرا میں تشریف لیجاتے اور کئی کئی دن تک وہیں مراقب اور گوشہ نشین رہتے اور بالخصوص رمضان کا تو پُورا مہینہ اعتکاف ہی میں گذر جاتا (سیرت ابن ہشام صفحہ ۱۲۷)

غرض یُوں معلوم ہوتا ہے کہ شروع سے آخر تک قدرت ہر ایک پہلو سے آنحضرتؐ کو اسی اہم خدمت کی انجام دہی کیلئے موزُوں کر رہی تھی - جس کیلئے خدا نے ازل ہی میں آپ کو انتخاب کرلیا تھا - اور جس کے اظہار کیلئے فقط وقت

کا انتظار تھا۔

آنجناب کی بعثت سے پہلے کے حالات کے متعلق یہاں صرف ایک اور واقعہ بیان کرنا کافی ہوگا جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ کی عام اخلاقی خوبیوں کا نقش آپ کے دشمنوں کے دلوں پر بھی اتنا راسخ ہو چکا تھا۔ کہ وہ لاکھ آپ کو متہم اور بدنام کرنا چاہتے تھے مگر پھر بھی اُن کو بادلِ ناخواستہ ہر ایک بات میں آپ کی تعریف ہی کرنی پڑتی تھی۔ ابوسفیان سے روایت ہے۔ کہ جس زمانہ میں جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتحیات نے قیصر روم ہرقل کو اسلام کی دعوت دی۔ اس زمانے میں ہم شام تجارت کیلئے گئے ہوئے تھے۔ ہرقل نے آپ کا حال دریافت کرنے کیلئے ہم کو شہر ایلیا میں بُلایا۔ ہم اُس کے دربار میں آئے۔ ہرقل کے آس پاس عُظمائے رُوم بیٹھے ہوئے تھے۔ اُس نے ایک ترجمان کو بُلا کر اُس کے ذریعہ سے ہم سے پوچھا۔ کہ "کیا تم میں سے کوئی شخص اُس آدمی کا عزیز ہے جو نبی ہونے کا دعویدار ہے" میں نے کہا۔ کہ ہاں میں اُس کا قریبی رشتہ دار ہوں۔ یہ سُن کر اُس نے مجھے اپنے پاس بُلایا۔ اور میرے ساتھیوں کو بھی وہیں میرے پیچھے کھڑا کیا۔ اور ترجمان سے کہا۔ کہ "ان لوگوں سے کہدو کہ میں اس شخص (یعنے ابوسفیان) سے اس کی بابت چند باتیں پوچھتا ہوں۔ اگر کہیں یہ غلط جواب دے تو تم ٹوک دینا"۔ پس خدا کی قسم انہی لوگوں کی شرم سے میں جھوٹ نہ بول سکا۔ اور مجھے یہ خیال دامنگیر ہؤا کہ میں سب میں جھوٹا مشہور ہو جاؤنگا۔ اس لئے میں نے مجبوراً سچ کہا۔ سب سے پہلے ہرقل نے مجھ سے آپ کے نسب کی بابت پوچھا۔

میں "وہ ہم میں بڑا شریف اور صاحب نسب ہے"۔

ہرقل "کیا تم میں سے کسی نے کبھی اس سے پہلے بھی ایسا دعویٰ کیا ہے"۔

میں "نہیں"۔

ہرقل ۔ کیا اس کے آباء میں سے کوئی شخص بادشاہ ہوا ہے"۔

میں "۔نہیں"۔

ہرقل "۔اس کے پیرو کس قسم کے لوگ ہیں معزز اور شریف یا کمزور اور غریب"

میں "۔کمزور اور غریب"۔

ہرقل "۔ان میں روز بروز کمی ہوتی ہے یا ترقی"۔

میں ۔ان میں تو روز بروز زیادتی ہوتی جاتی ہے"۔

ہرقل ۔کبھی انہیں سے کوئی اس مذہب میں داخل ہونے کے بعد پھر اس سے بیزار ہو کر مرتد بھی ہوا ہے"۔

میں "۔نہیں"۔

ہرقل "۔اس شخص کے دعوئے نبوت سے پہلے کبھی تم نے اس پر جھوٹا ہونے کا الزام بھی لگایا تھا"۔

میں "۔نہیں"۔

ہرقل "۔کبھی اس نے عہد شکنی کی ہے"۔

میں "۔نہیں ۔مگر آجکل ہمسے اس سے عارضی طور پر صلح ہے ۔اب نہیں معلوم وہ اس زمانے میں کیا کرے"۔ مجھے اس ایک بات کے سوا آپ کے برخلاف اور کچھ کہنے کا موقعہ ہی نہیں ملا ۔پھر ہرقل نے مجھ سے پوچھا ۔تمہاری آپسمیں لڑائی بھی ہوتی ہے"؟

میں "۔ہاں کئی بار"۔

ہرقل "۔پھر لڑائیوں کا نتیجہ کیا نکلا"۔

میں "۔ہم میں باہم کشاکشی ہی کبھی ہم اس پر کامیاب ہو گئے کبھی وہ ہم پر غالب آ گیا"

ہرقل "۔وہ تم سے چاہتا کیا ہے ۔اور حکم کن باتوں کا دیتا ہے"۔

میں ۔وہ کہتا ہی کہ خدائے واحد کی پرستش کرو ۔اور اس کے ساتھ کسی کو شریک اور اپنے بزرگوں کے قول چھوڑ دو ۔اس کے علاوہ وہ ہم سے نماز پڑھنے

سچ بولنے۔ پاکباز رہنے اور حقوق کا لحاظ رکھنے کو کہتا ہے"۔
اس پر ہرقل نے ترجمان سے کہا۔ کہ اس سے کہدو کہ ہم نے اس شخص کے نسب کی بابت پوچھا تو تو نے کہا۔ کہ وہ شریف النسب ہے۔ تو پہلے بھی جو پیغمبر گذرے ہیں وہ اپنی قوم میں شریف النسب ہی گذرے ہیں۔ پھر ہمنے پوچھا۔ کہ کیا تم میں سے پہلے بھی ایسا دعوےٰ کیا ہے تو تو نے کہا کہ نہیں اگر تو کہتا کہ ہاں کیا ہے تو ہم سمجھتے کہ وہ اسی اپنے بزرگ کی نقل کرتا ہے پھر ہمنے پوچھا۔ کہ اس کے آبا میں سے کوئی بادشاہ گذرا ہے تو تو نے کہا کہ نہیں۔ اگر تو کہتا کہ ہاں گذرا ہے تو ہم خیال کرتے کہ وہ پھر اپنی آبائی بادشاہت چاہتا ہے۔ پھر ہم نے پوچھا۔ کہ کیا تم نے کبھی اس پر اس دعوےٰ سے پہلے بھی جھوٹ کی تہمت لگائی ہے تو تو نے کہا کہ نہیں پس ہم قیاس کرتے ہیں۔ کہ جو شخص لوگوں سے جھوٹ نہیں بولتا۔ وہ اللہ کی طرف سے بھی غلط بیانی نہیں کریگا۔ پھر ہم نے پوچھا کہ اس کے پیرو کس قسم کے لوگ ہیں تو تو نے کہا کہ کمزور اور غریب آدمی۔ تاریخ شاہد ہے۔ کہ پیغمبروں کی پیروی ایسے ہی لوگ کرتے آئے ہیں پھر ہمنے پوچھا۔ کہ ان میں کمی ہوتی ہے یا بیشی۔ تو تو نے کہا کہ بیشی۔ فی الواقع ایمان کا بھی حال ہے۔ یہاں تک کہ آخر وہ کامل ہوجاتا ہے۔ پھر ہمنے پوچھا کہ ان میں سے کوئی دین سے متنفر ہو کر مرتد بھی ہوا ہے تو تو نے کہا کہ نہیں۔ بلاشبہ ایمان جب دلوں میں داخل ہوجائے تو پھر اسکی یہی کیفیت ہوتی ہے پھر ہم نے پوچھا کہ کبھی اس نے عہد شکنی بھی کی ہے۔ تو تو نے کہا کہ نہیں فی الحقیقت پیغمبر کبھی عہد شکنی نہیں کرتے۔ پھر ہم نے پوچھا کہ وہ کہتا کیا ہے تو تو نے کہا۔ کہ وہ خدائے واحد کی عبادت کیلئے کہتا ہے اور بتوں کے پوجنے سے روکتا ہے۔ اور صلوٰۃ اور صدق اور عفاف کی ہدایت کرتا ہے تو اگر تو سچ کہتا ہے تو وہ ضرور ایکدن اس جگہ کا بادشاہ ہوگا جہاں ہم کھڑے

ہیں - اور ہم جانتے تھے کہ ایسا شخص پیدا ہونے والا ہے - مگر ہمارا یہ گمان نہ تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا (بخاری صفحہ ۴) +

عربی میں ایک مثل ہے کہ

احسن الثناء ما اعترف بہ الاعداءُ { بہترین تعریف وہ ہے جسے دشمن بھی مان لیں

سب جانتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں حضور سرور کائنات صلعم کی مخالفت میں ابوجہل ابولہب اور ابوسفیان کا ایک ہی درجہ تھا - اور خواہ کوئی شخص ہرقل کے قیاسات کو مانے یا نہ مانے لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ بعثت سے پہلے بھی جناب رسالتماب کے عادات و خصائل ایسے ہی تھے جو آپ کی ذات والا صفات اور منصب نبوت کے شایاں تھے +

خطبۂ عید اضحیٰ

(مولوی مصطفیٰ خان صاحب بی - اے)

قولوا امنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ و عیسیٰ وما اوتی النبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون ترجمہ - تم کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے - اور جو ہم پر اُترا اور صحیفے جو ابراہیم - اسمٰعیل اسحٰق اور یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ پر اُترے - ان پر جو عیسیٰؑ اور موسیٰ پر اُترے اور جو دوسرے پیغمبروں کو ان کے پروردگار سے ملا - ہم ان پیغمبروں میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں سمجھتے - اور ہم اسی ایک ہی خدا کے فرمانبردار ہیں +

میرے نزدیک یہ امر مسلمہ ہے کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب اور دنیا میں امن قائم کرنے آیا ہے - ہر ایک اسلامی اصول جو ہماری خانگی زندگی یا بیرونی معاملات سے تعلق رکھتا ہے - اس کا اصلی مقصد انسانوں میں صلح پیدا

کرنا ہی ہمارے رسول کریم صلعم کی تعلیم نے مساوات انسانی کو قائم کیا۔ جو بات کہ انسانوں میں نفاق کا باعث ہوتی ہے۔ اور قوموں کے زوال کا سبب ہو جاتی ہے۔ وہ میرے اور تیرے کے سوال سے پیدا ہوتی ہے مختلف اقوام ایکدوسرے سے جنگ کرتی ہیں۔ اور اس تمام کشت وخون کا سبب وہی میرے

سے جنگ کرتی ہیں۔ اور اس تمام کُشت وخُون کا سبب وہی میرے اور تیرے کا سوال ہے۔ جغرافی حُدُود کا قائم کرنا بھی اسی سوال کے ماتحت ہوتا ہے۔ اس سے قوموں میں خُود بینی ہوتی ہے۔ اور حسد کی آگ بھڑک کر جنگ یُورپ جیسے ہولناک واقعات پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ تمام کُشت وخون اسلئے ہوُا۔ کہ جرمنی نے خود غرضی سے توسیع ملک کی کوشش کی اور بلجیم کی غیر جانبداری کو توڑا۔ میرے اور تیرے کی بہترین مثال ہمیں ایک بچہ کی زندگی سے ملتی ہے +

جب تک ایک بچّے کو اپنی چیزوں پر ملکیت کا احساس نہیں ہوتا وہ اس لاعلمی کی وجہ سے ہمیشہ خوش رہتا ہے۔ اور کبھی لڑتا جھگڑتا نہیں۔ جب وہ ذرا اور بڑا ہوتا ہے تو اُسے میرے اور تیرے کی تمیز ہونے لگتی ہے وہ اپنے دوسرے بہن بھائیوں سے لڑتا ہے۔ وہ اپنے ماں باپ سے بھی اسلئے جھگڑتا ہے۔ کہ وہ اپنے دوسرے بچّوں پر زیادہ مہربانی کرتے ہیں۔ یہ ہر شخص کا تجربہ ہے۔ کہ جب بچّے فہم کی عُمر کو پہنچ جاتے ہیں۔ تو گھر میں اکثر تکالیف ہوتی رہتی ہیں۔ آخر اس کا کیا سبب ہے۔ یہی کہ وہ میرے اور تیرے کے سوال کو جاننے لگ گئے ہیں۔ اب گھر میں امن قائم کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ ان سے مساوات کا سلوک ہو تا کہ کسی قسم کا حسد پیدا نہ ہو۔ اقوام کا بھی یہی حال ہے۔ بہت سی بدامنی اور جھگڑے مذہب و ملّت کی تفریقات سے پیدا ہوتے ہیں۔ ایک قوم دوسری قوم پر فوقیت کا دعوےٰ کرتی ہے جس سے خدا کے وسیع خاندان میں تفرقہ پیدا ہوتا ہے۔ بنی اسرائیل اپنے آپ

خدا کے برگزیدہ بیٹے سمجھتے ہیں ۔ اور باقی لوگوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ۔ جو اس سلوک کو نہایت ہی بری نظر سے دیکھتے ہیں دنیا میں ہمیشہ انسانی تفریقات نااتفاقی کا باعث ہوتی ہیں ۔ اسلام نے اس برائی کو جڑھ سے ہی کاٹ ڈالا ۔ اور خدائے واحد پر ایمان لانے کی تعلیم دی ۔ جو تمام گوری اور کالی قوموں کا خدا ہے ۔ قرآن کریم بھی ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے الحمد للہ رب العلمین ۔ خداوند تعالےٰ کو رب العلمین کہا گیا ہے کسی خاص قوم یا ملت کا خدا نہیں ۔ بلکہ تمام بنی نوع انسان اور عالموں کا خدا ہے ۔ یہ تعلیم مساوات قومی اور اخوت انسانی قائم کرنے کے لئے کافی ہے ہم سب اسی آسمانی باپ کے بیٹے ہیں جس نے بغیر کسی رورعایت کے ہماری روحانی اور جسمانی ضروریات کو پورا کیا ۔ ہم سب ایک ہی آسمان کے نیچے فرش خاکی پر رہتے ہیں ۔ اور سب یکساں سورج اور چاند سے فائدہ اٹھاتے ہیں + اس نے روحانی معاملات میں بھی کسی خاص قوم کی رعایت نہیں کی ۔ بلکہ مختلف قوموں میں وقتاً فوقتاً اپنے نبی بھیجے ۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے مجھ پر فرض ہے کہ میں بغیر کسی تفریق کے ہر ایک نبی پر ایمان لاؤں ۔ دو بڑے اصولوں سے اسلام نے تمام قوم و ملت اور رنگ کے امتیاز مٹا دیئے ۔ پہلا اصول یہ ہے ۔ کہ خدا رب العالمین ہے اور ہم سب بھائی بھائی ہیں ۔ دوسرے سب نبی خدا کی طرف سے ہیں +

ایک مسلم ہونے ہوئے میں ایک عیسائی سے کبھی نفرت نہیں کرسکتا کیونکہ حضرت مسیح پر ایمان لانا مجھ پر فرض ہے ۔ اسی طرح میں ایک یہودی سے نفرت نہیں کرسکتا ۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی میرا ایمان ہے + اسلام کی تعلیم کے مطابق مجھے ہر ایک نبی کی عزت کرنی ہے ۔ اسلئے لازماً میں اُن کے پیروں کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں رکھ سکتا ۔ اسلام جیسا کہ اس کا نام ہی ظاہر کرتا ہے امن کا مذہب ہے ۔ اس کا مقصد دنیا میں امن اور مساوات

کا پیدا کرنا ہے۔ اسلام میں امرا کا کوئی الگ گروہ نہیں اور نہ ہی اسلام میں دولت اور رتبہ کی کوئی شناخت ہے۔ ایک مسلم چاہے وہ کتنا ہی غریب ہو اس کے حقوق اور سوسائٹی میں اس کا رتبہ وہی ہے جو اُس کے ایک امیر بھائی کا ہے۔ اسلامی نماز میں ایک بادشاہ اور دہقان پہلو بہ پہلو کھڑے ہو سکتے ہیں۔ قرآن کریم کہتا ہے اِنّا اکرمکم عند اللہ اتقاکم ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں تم میں سے اکرم و معزز وہ ہیں جو متقی و پرہیزگار ہیں۔ ہمنے ابھی نماز ختم کی ہے۔ اور کون کہہ سکتا ہے کہ اس کثیر مجمع میں ہندوستانی نواب اور حکمران بھی ہوں۔ کوئی انہیں پہچان نہیں سکتا کیونکہ وہ اپنے بھائی بہنوں سے مساوات کے طریق پر مل رہے ہیں۔ اس جگہ میں ایک تاریخی واقعہ بیان کرنا چاہتا ہوں جو مساوات کے اصول کو بخوبی ظاہر کرتا ہے:۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو نبی کریم صلعم کے بعد دوسرے خلیفہ تھے جو اسلام میں سب سے بزرگ بادشاہ گنے جاتے ہیں۔ ایکدفعہ اپنے غلام کے ساتھ کسی غیر ملک کیلئے سفر کر رہے تھے۔ آپ اونٹ پر سوار تھے۔ کچھ دور جاکر آپ اُتر پڑے۔ اور اپنے غلام کو اونٹ پر چڑھنے کیلئے کہا۔ غلام نے تامل کیا۔ اور کہا کہ مجھے پیدل چلنے کی ہی اجازت دیجائے حضرت عمرؓ نے کہا نہیں میں ہرگز ایسی بے انصافی گوارا نہیں کر سکتا۔ غلام اُونٹ پر سوار ہو گیا۔ اِسی طرح باری باری تمام سفر طے ہوا۔ جب منزل مقصود کے نزدیک پہنچے۔ تو اتفاق سے اب غلام کی باری اُونٹ پر چڑھنے کی آئی۔ یہ نامناسب معلوم ہوتا تھا۔ کہ غلام تو اونٹ پر سوار ہو۔ اور بادشاہ پیدل چلے اسلیئے غلام نے درخواست کی۔ آپ اونٹ پر ہی تشریف رکھیں حضرت عمرؓ نے جواب دیا۔ کیا تم مجھ سے ایک نئے بے انصافی کی امید رکھتے ہو۔ آپ اسی طرح شہر میں داخل ہوئے۔ غلام اُونٹ پر سوار تھا اور بادشاہ ساتھ پیدل۔ لوگوں نے غلام کی

عزت و تکریم شروع کی لیکن اس نے دراز شخص کی طرف اشارہ کیا جو ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ اور تمام قصّہ کو بیان کیا۔ اس انصاف اور مساوات پر لوگ حیران رہ گئے ٭ یہ روح تھی جو اسلام نے اُن بادشاہوں میں پھُونکی ٭

آج ہم مکّہ معظمہ کے اس مجمع کی یاد میں اکٹھے ہوئے ہیں۔ جو اخوت انسانی کی بینظیر مثال ہے۔ یہ سچ ہے کہ ہماری روزانہ نمازوں میں شاہ و گدا پہلو بہ پہلو کھڑے ہوتے ہیں لیکن لباس کا فرق ان کے مراتب کو ظاہر کر دیتا ہے۔ حج کے موقعہ پر یہ ظاہری نشان بھی دُور کر دیا جاتا ہے۔ اور سب ایک ہی لباس میں نظر آتے ہیں۔ مختلف ممالک سے لوگ جن کی زبان اور رنگ میں فرق ہوتا ہے۔ اور وہ سوسائٹی کے مختلف طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں ہر سال مکّہ معظمہ میں حج کیلئے آتے ہیں۔ خدائے واحد پر ایمان لا کر وہ اخوت اور مساوات انسانی کی زندہ مثال بن جاتے ہیں۔ دولت کی شان و شوکت اور قیمتی لباس کے فرق کو دُور کر کے یہاں ہر ایک احرام باندھتا ہے جو بغیر سلی ہوئی دو سفید چادریں ہوتی ہیں۔ ہزاروں لاکھوں مرد اور عورتیں اسی عاجزی کے لباس میں کئی رات اور دن اپنے خدا کے حضور میں گذارتے ہیں۔ تمام دولت رُتبے رنگ اور قومیت کی تفریقات اس جگہ دُور ہو جاتی ہیں۔ اسلامی علم ادب میں مکّہ کو اُمّ القریٰ یعنی شہروں کی ماں کہا ہے۔ جیسے ایک بچّہ اپنی ماں کے پاس جانے کی خواہش کرتا ہے۔ اسی طرح مختلف شہروں کے لوگ اس شہر کی زیارت کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ اور ہر سال لاکھوں کی تعداد میں مسلمان حج کیلئے مکّہ معظمہ میں جمع ہوتے ہیں۔ حیرانی کی بات ہے کہ اس کثیر مجمع کی حفاظت کیلئے کوئی فوج یا پولیس نہیں ہوتی۔ پھر بھی کوئی فساد یا حادثہ نہیں ہوتا۔ اس جگہ لوگوں کی طبیعت بدی کی طرف مائل نہیں ہوتی۔ وہ بچوں کی طرح معصوم ہو جاتے ہیں جس آسمانی حکومت کا خواب حضرت مسیح دیکھتے تھے وہ اس شہر کی مقدس حدود میں قائم ہو جاتی ہے۔ مکّہ معظمہ نبی کریم صلعم کے ایثار اور

قربانی کی یادگار ہے۔ کعبہ جو طواف کی جگہ ہے۔ یہ حضرت ابراہیمؑ کے زمانے سے پہلے کی عبادتگاہ ہے۔ یہ بھی روایت ہے۔ کہ اس مقدس جگہ کو حضرت ابراہیمؑ نے دوبارہ تعمیر کیا۔ نبی کریم صلعم حضرت ابراہیمؑ کے بعد تشریف لائے۔ آپؐ مکہ کی بجائے مدینہ کو ترجیح دے سکتے تھے لیکن آپؐ ایسی خود غرضی سے بالاتر تھے۔ آپؐ کا تو حکم تھا۔ کہ ان کے مقبرے کی پرستش نہ ہو۔ اور حضرت ابراہیمؑ کی یادگار کے لئے آپؐ نے ہر ایک صاحب استطاعت مسلم پر مکہ کے حج کو فرض کر دیا + آپ خاتم النبیین تھے۔ اور آپؐ کی یہ بڑی خواہش تھی۔ کہ بنی نوع انسان کی نظروں میں پہلے نبیوں کی عزت افزائی ہو اسی وجہ سے آپؐ نے ان تمام الزامات کو دور کیا جو دوست و دشمن پہلے نبیوں پر لگاتے تھے۔ اور مسلمانوں کو تمام نبیوں اور صحیفوں پر ایمان لانے کے لئے حکم دیا۔ حضرت مسیح کی نسبت بہت غلط فہمی پھیلی ہوئی تھی۔ نبی کریم صلعم نے ان غلط فہمیوں کو دور کرنے کی بہت کوشش کی۔ اس طرح آپؐ حضرت مسیح کی اس پیشگوئی کے مصداق ہوئے جس میں کہا گیا تھا کہ ایک نبی آئیگا جو مجھے پاک کریگا +

اِس مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے کیونکہ اس میں ایک خدا کی پرستش ہی جو رب العلمین ہے۔ اسمیں تمام نبیوں پر ایمان لانا فرض ہی اسلام اخوت انسانی قائم کرنا چاہتا ہے +

قوم و ملت کی تفریقات سے تنگ آکر لوگ ایک مذہبی لیگ بنانا چاہتے ہیں۔ حضرات اور محترم خواتین میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اسلام نے اس خیال کو عملی جامہ پہنا دیا ہے۔ میں کسی کو ہرگز یہ ترغیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے پرانے عقائد کو ترک کر دے لیکن سچائی اور اصولی نقطہ نگاہ سے میں یہ کہنے میں تامل نہیں کرتا۔ کہ اگر آپ قومی تفریقات سے جو تمام ظلم و تشدد کی جڑھ ہیں رہائی پاکر اخوت انسانی میں داخل ہونا چاہتے ہیں تو مسلم ہو جائیں +

دو افترا

عیسائیت کی کہانی سادہ اور دلچسپ ہے۔ یہ چند الفاظ میں بیان ہوسکتی ہے۔ آدم نے جو اشرف المخلوقات تھا شروع میں ہی بہشت میں غلطی کی۔ اُسے قانون دیا گیا۔ لیکن آدمؑ نے قانون کو توڑا اور گناہ لیا۔ اسلئے گناہ انسان کے ورثہ میں آگیا۔ طبعاً ہر ایک اِنسان گنہگار ہے۔ اور سزا کا مستحق ہے خداوند تعالیٰ باوجود رحیم ہونے کے بخشش نہیں کرتا۔ جب تک کہ بخشش کے عوض بدلہ نہ لے۔ اِنسان کیلئے خدا کی محبّت اس موقعہ پر ظاہر ہوئی۔ خدا کا بیٹا نازل ہوا۔ اور اس نے اپنے خون سے انسان کے گناہوں کو دھوڈالا۔ اس طرح انسان اپنے خدا سے راضی ہوگیا۔ سریع الاعتقاد انسانوں کیلئے کیا دلچسپ عقیدہ ہے۔ لیکن دنیا آجکل زیادہ فلسفی مزاج ہوگئی ہے۔ اور ایسے عقائد پر ایمان نہیں لاتی جو یونانی دیوتاؤں کے قصّے سے کم نہیں اس عقیدے پر جو حاشیے کلیسیا کے پادری صاحبان نے چڑھائے ہیں۔ اگر ہم انہیں ترک کردیں تو عیسائیت کے صرف دو بڑے اصول رہ جاتے ہیں۔ اوّل اِنسان خدائی احکام پر چلنے کے قابل نہیں دوم بغیر معاوضہ لئے انسان پر رحم نہیں کرتا۔ اور نہ ہی گناہ معاف کرتا ہے۔ یہ امور کفارے کے متقاضی ہیں لیکن ایک گنہگار واعظ یا ہادی ایک دوسرے گنہگار کیلئے کفارہ نہیں ہوسکتا۔ اِنسان جو گناہ میں پیدا ہوا۔ اس شرط کو پورا نہیں کرسکتا۔ صرف خدا ہی گناہ سے پاک ہے۔ اسلئے اُس نے انسان کی رہائی کیلئے ایک مظہر خدا کو بھیجا جو صلیب پر چڑھ کر انسانوں کیلئے کفارہ ہوگیا۔ اس عقیدے نے الوہیت مسیح کا مسئلہ بھی عیسائیت میں داخل کردیا۔ اگر انسان قانونِ الٰہی پر چلنے کے قابل ہوتا اور

خدا بغیر کسی معاوضہ کے انسان پر رحم کرتا تو الوہیت مسیح اور کفارہ کے مسئلے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ اس طرح وہی کلیسیا کے دو مندرجہ بالا اصول ہجاتے ہیں۔ کہ انسان قانون الٰہی پر عمل کرنے کے ناقابل ہے۔ اور خدا بغیر معاوضہ کے انسان پر رحم نہیں کرتا۔ یہ عقیدہ خداوند تعالےٰ اور انسان پر دو بڑے افترا لگاتا ہے۔ خداوند تعالیٰ جو رحمٰن اور رحیم ہے جو بغیر ہماری قابلیت اور لیاقت کے اور بے معاوضہ بیشمار نعمتیں عطا کرتا ہے وہ کیسے اپنے رحم اور بخشش میں اس قدر تنگدل ہو سکتا ہے۔ کلیسیہ کی طرف سے خدائی رحم کے تقاضے پر بہت فلسفیانہ بحث اور زور خرچ کیا جاتا ہے۔ لیکن اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت آدمؑ کے ایک گناہ کے بدلے میں تمام بنی نوع انسان ہمیشہ کیلئے سزا بھگتا کریں۔ خدائے غفور الرحیم کی نسبت ایسا کہنا ایک افترا اور کلمۂ کفر ہے۔ دوسرا افترا کلیسیہ نے انسان پر لگایا ہے جب تمام عالم کی اشیاء اپنی بہبودی اور ترقی کیلئے قانون قدرت کی پیری کرتی ہیں تو انسان جو احسن تقویم اور اشرف المخلوقات ہے کیونکر پابندی قانون کی استعداد نہیں رکھتا۔ بے شک ہمیں فہم دیا گیا ہے۔ اور ہم اسی وجہ سے باقی مخلوق پر فوقیت رکھتے ہیں۔ ہماری فطرت میں ہرگز گناہ نہیں۔ فہم کے ناجائز استعمال سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ ہماری فطرت میں ہی گناہ موجود ہے۔ انسانی دماغ صراط المستقیم پر چلنے کیلئے تربیت اور ہدایت کو چاہتا ہے۔ ہم اخلاقی اور روحانی امور میں خداوند کریم سے ہدایت کے خواہاں ہیں لیکن اسبات پر ایمان رکھنا کہ کلیسیا کی تعلیم پر عمل کرنے کی ہم میں قابلیت نہیں۔ گویا اپنے آپ کو رتبہ انسانی سے گرانا ہے۔

خریداران رسالہ ہذا کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ خط و کتابت کے وقت اپنی خریداری چٹ کا نمبر مہربانی کر کے لکھ دیا کریں +

منیجر

محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم

(زین العابدین بن احمد صاحب. ملایا کالج)

مسٹر خواجہ کمال الدین جو ووکنگ (انگلستان کے مشہور مبلغ اسلام ہیں چند دن ہوئے ہندوستان واپس چلے گئے جہاں سے آپ پھر انگلستان روانہ ہوجائینگے آپ یکم فروری سے ملایا میں تشریف فرما ہیں۔ اور بہت سا وقت سنگاپور میں ہی لیکچر اور وعظ کرنے میں صرف کیا۔ لوگوں کی آگاہی کیلئے آپنے بہت سے متنازعہ مذہبی معاملات پر روشنی ڈالی۔ رنگون کے لیکچروں میں سے آپ کا بڑا لیکچر اسلام اور اس کے حقیقی معنی تھا جو مورخہ ۷ فروری سنہ ۱۹۲۱ء وکٹوریا میموریل ہال میں زیر صدارت ڈاکٹر آر۔ او۔ ونسٹڈٹ (Dr. R.O. Winstedt) ہوا۔

۲۹ مارچ کو آپ ٹیپنگ میں وارد ہوئے جہاں کہ تعلیم یافتہ مسلمانوں نے آپ کو مدعو کیا تھا۔ انہوں نے نہایت گرمجوشی سے ریلوے سٹیشن پر آپ کا خیر مقدم کیا۔ اور پھولوں کے ہار پہنائے۔ اسی شام کو ٹاؤن ہال میں ایک لیکچر "اسلامی تعلیم کی وسعت اور فراخ دلی" پر ہوا۔ اگرچہ یہ مضمون بغیر خواجہ صاحب کا مشورہ لئے پہلے سے ہی مقرر ہو چکا تھا۔ تاہم آپنے نہایت خوش اسلوبی سے اس مضمون کو نبھایا۔ دوران لیکچر میں مندرجہ ذیل امور پر بحث کی +

(۱) اسلام کا حقیقی مفہوم جس کی مثال ہمیں اٹل قوانین قدرت سے ملتی ہے جس کے ثبوت میں آپ نے آیات قرآنی پیش کیں +

(۲) اسلام کی تعلیم ہمیں کس قدر فراخ دل بناتی ہے۔ قرآن کریم ہمیں سکھاتا ہے۔ کہ تمام نبی اور مذہبی پیشوا جو مختلف زمانوں میں قوموں میں آتے رہے۔ وہ تمام خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہی تھے۔ اور تمام مذاہب جو خدا کی طرف سے دنیا میں آئے۔ وہ اپنی اصلی شکل میں درحقیقت ایک ہی مذہب سے

تعلق رکھتے تھے۔ یہاں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ یہ فقرہ اصلی شکل میں بہت اہمیت رکھتا ہے +

(۳) یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ اور تسلیم کیا جا چکا ہے۔ کہ دوسرے مذاہب کی کتابیں اپنی اصلی شکل میں موجود نہیں۔ قرآن دست انسانی سے اب تک بالکل پاک ہے جیسا کہ تیرہ سو برس پہلے تھا لیکن مسلمانوں نے ان صدیوں کے دوران میں اپنی جہالت کی وجہ سے قرآن مجید کو پس پشت ڈالدیا اس کتاب کو سمجھ کر پڑھنے اور تدبر کرنے کی بجائے وہ اپنے ایمان کی بنیاد قصہ کہانیوں اور کسی انسان کی شخصی رائے پر رکھتے ہیں۔ ان باتوں سے اسلام جیسے پاک مذہب میں وہ لغویات بیہودہ باتیں اور بدعتیں داخل ہو گئی ہیں۔ جو ایک ذی عقل انسان کے نزدیک نہایت مضحکہ خیز ہیں +

(۴) فیاض دلی اور اخوت انسانی ایک رکن اسلامی ہے مسلمانوں کو خدمت خلق اللہ کیلئے سب سے اول ہونا چاہئے +

(۵) اسلام میں ایمان بغیر عمل کے کچھ چیز نہیں +

(۶) ہمیں اپنی مدد خود کرنی چاہئے۔ ہم اپنی قسمت اپنے لئے خود ہی تجویز کرتے ہیں

(۷) ہمیں عام فہم اور عقل سے کام لینا چاہئے یقیناً ایک انسان حیوان اور ایک مشین میں فرق عظیم ہے۔ فاضل لیکچرار نے آیات قرآنی سے اسکی وضاحت کی +

(۸) اسلام نے علم سیکھنے کی اہمیت پر بڑا زور دیا ہے۔ اور ہر ایک مسلمان پر لئے فرض کر دیا ہے غیر مسلموں سے حصول علوم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس معاملہ میں رسول کریم صلعم کے قول بیان کئے۔ سائنس کے معنی۔ حضرت آدم علیہ السلام کو جیسا قرآن کریم میں درج ہے فرشتوں نے کیوں سجدہ کیا۔ علم سے کیا مراد ہے

علیم - عالم کے معانی - تمام دنیا انسان کے ماتحت ہے +
(۹) حصول علم کے وسائل مطالعہ فلسفۂ زندگی اور اسرارِ عالم پر تدبر - فزونی علم کیلئے خداوند تعالیٰ سے دُعا - ذکر یا خداوند تعالےٰ کو ہمیشہ یاد رکھنا دہریت سے بچنے کا بہترین طریق ہے + بغیر سوچے سمجھے ہوئے تسبیح کے دانے گننا، ایک غیر مذاہب کی رسم ہے - اسلام میں اس کا کوئی ذکر نہیں +
اِن تمام مندرجہ بالا امور پر خواجہ صاحب نے نہایت صراحت کیساتھ تقریر کی اور اپنے استدلال کی بنیاد آیات قرآنی یا احادیث پر رکھی مختلف موقعوں پر آپ نے انجیل وید اور بدھ مت کی کتابوں سے بھی حوالجات دیئے +
۳۱ مارچ کی شام کو ٹپنگ کی ملایا مسجد میں آپنے انگریزی میں لیکچر کیا جس کا ترجمہ ملایا زبان میں کیا گیا - دوسرے دن نماز جمعہ کے بعد آپ نے اردو زبان میں تقریر کی - پھر اگلے دن کی شام کو دستر خوان پر مسلمانوں کی ایک جماعت سے ایک گھنٹہ تک - تقدیر قسمت اور اعمال کے نتائج پر گفتگو کرتے رہے قسمت اور تقدیر کے مسئلہ کو سمجھنے میں مسلمانوں نے بہت غلطی کھائی ہے لیکن اس رات اس مسئلہ پر نہایت مُدلّل طریق پر روشنی ڈالی گئی - اور قرآن کریم کی آیات سے ثبوت بہم پہنچایا گیا +
۴ تاریخ کو پینانگ کے ٹاؤن ہال میں لیکچر ہوا - جس کا مضمون اسلام اور دیگر مذاہب تھا - جسمیں حاضرین کی تعداد چار ہزار سے کم نہ تھی +
۶ تاریخ کو ٹپنگ واپس آکر آپ نے پھر مندرجہ ذیل مضمون پر ایک لیکچر دیا خدائے واحد پر ایمان لانا تہذیب و ترقی کی طرف لیجاتا ہے +
۷ تاریخ کو آپ کوانگسر تشریف لیگئے - اور ملایا کالج کے طالبعلموں اور عملہ کے سامنے مذہب - علم اور طریق زندگی پر تقریر ہوئی - اس جلسہ کے صدر مسٹر ایل اے ایس جرمین ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے - ٹپنگ کے لیکچر کو پھر دوہرایا گیا - آخر میں نیکی اور بدی کے تین درجوں کو بیان کیا - جن کا ذکر قرآن کریم نے نہایت احسن طریق پر

سُورۂ النحل آیت ۹۰ بیں کر دیا ہے۔ ۸۔ اپریل جمعہ کی شام کو ممبران ہندو ایسوسی ایشن سیلون کے سامنے دو گھنٹہ تک عام مذہب اتحاد اور اخوت پر لیکچر دیا اسی رات آپ کلانگ کو روانہ ہو گئے۔ جہاں دو لیکچر ہوئے جنمیں سے ایک کا مضمون مذہب کا مقصد تھا۔ ۱۶۔ اپریل کو خواجہ صاحب کی ملاقات سلطان پیراک اور دیگر راجگان سے ہُوئی۔ جو نہایت تپاک سے ملے۔ خواجہ صاحب نے حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ ایل۔ ایل۔ بی کا انگریزی ترجمہ قرآن پیش کیا۔ جسے ہز ہائنس نے کمال مُسرت کے ساتھ قبول کیا۔ پھر ووکنگ مشن اور اُسکی کامیابی کی نسبت گفتگو ہوتی رہی مسجد عبیدیہ میں کھانا کھاکر ملایا لوگوں شہزادوں اور علماء کے ایک بڑے مجمع میں مندرجہ ذیل مضامین پر تقریر ہُوئی +

(۱) موجودہ زمانے میں مسلمانوں کا تنزّل اور اس کا اصلی سبب یعنے قرآن اور نبی کریمؐ کے اُسوۂ حسنہ پر عمل نہ کرنا (۲) قرون اولے کے مسلمانوں کی کامیابی اسکی وجہ یعنی قرآن کریم کے احکام اور نبی کریم صلعم کے اُسوۂ حسنہ پر پورا عمل (۳) قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھنے اس پر تدبر کرنے اور عمل کرنے کی اہمیت (۴) ہدایت اور ترقی کی راہیں انسانی زندگی کا ہر ایک شعبہ۔ علوم سائنس تمام ضروریات قرآن کریم میں موجود ہیں۔ لیکن مسلمانوں نے اس کتاب کو چھوڑ دیا (۵) مغرب کی غیر مسلم قومیں اپنے دنیاوی معاملات میں تعلیم قرآنی پر عمل پیرا ہیں۔ اگرچہ ان کو اس کا علم نہیں لیکن مسلمانوں نے قرآن کریم کو بالکل ترک کر دیا۔ اسلئے غیر مسلم قومیں ترقی کر رہی ہیں۔ اور مسلمان تنزل کی طرف جا رہے ہیں نماز روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ کے حقیقی معنی قرآن کریم کے مطابق غلطی سے لوگ ارکان اسلام ورد اور مذہبی رسومات کو اسلام کی حقیقی روح سمجھنے لگتے ہیں۔ عام فہم اور نبی کریمؐ کی مثال ہمیں یہی بتاتی ہے خطبہ جمعہ ایسا ہونا چاہئے کہ تمام مقتدی اسے سمجھ سکیں

اور جو الفاظ قرآنی بھی استعمال ہوں موقع اور محل کے مناسب ہوں + دو یا تین سو برس پیشتر بنے ہوئے خطبے پڑھ دینا ٹھیک نہیں (۹) مسلم اتحاد کی ضرورت چھوٹے چھوٹے اختلافات کی بنا پر جو ہرگز ارکانِ مذہب یا ایمانیات سے تعلق نہیں رکھتے بیگانگی پیدا کر لینا محض طفلانہ نادانی ہے۔ حالانکہ حقیقی اسلامی روح کی جیسا کہ نبی کریم صلعم کے قول و فعل سے ظاہر ہے پرواہ نہیں کیجاتی +

اختتام پر فاضل لیکچرار نے اس بات پر زور دیا کہ قرآن کو پڑھو اور اپنے مذہب کی بنیاد قرآن اور نبی کریم صلعم کے اسوہ حسنہ پر رکھو پھر تمہاری ترقی اور کامیابی کے وعدے خداوند تعالےٰ کی طرف سے پورے ہونگے اس لیکچر کا ترجمہ ملایا زبان میں بھی کیا گیا۔ ۷ تاریخ کو خواجہ صاحب ٹیپنگ سے پینانگ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جہاں پھر ۱۹ تاریخ ملایا و النسٹیر ڈرل ہال میں کتابِ قرآنی پر لیکچر دیا۔ اور ۲۰ تاریخ کو ہندوستان براستہ رنگون روانہ ہو گئے آپ ستمبر یا اکتوبر میں انگلستان پہنچنے کی امید رکھتے ہیں۔ ملایا میں آپ کا ورود نہایت ہی بابرکت ثابت ہوا ہے۔ اور بہت سے تاریک دلوں میں روشنی کا ظہور ہو گیا ہے۔ آپ کی نسبت جو تعصب موجود تھا وہ آہستہ آہستہ صداقت کے سامنے دُور ہو رہا ہے +

رازِ حیات یا انجیلِ عمل

مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری

عملی زندگی کا فوٹو انسان میں قوتِ عمل پیدا کرنیوالی کتاب۔ اپاہج سے اپاہج انسان میں محنت و مشقت کی روح پیدا کر کے اسے فارغ البال و آسودہ حال بنا دینے والی کتاب مسلم قوم کو نجات دینے والا نسخہ بالکل ہی ہے۔ حجم ۴۸۴ صفحات سائز ۲۰ × ۳۰ قیمت فی جلد عہ

خواجہ عبد الغنی منیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور سے مل سکتی ہے

مُسلم دماغ

(پروفیسر ٹی۔ ایل وسوانی صاحب)

کیا ہندو مسلم اتحاد ایک لامعنی سا فقرہ ہے یا یہ ہمارے جذبات کو ظاہر کرتا ہے۔ اور ہمارے سوشل امور پر اس کا کچھ اثر ہے۔ آج جبکہ ہماری قومی زندگی میں بہت سی قابل افسوس باتیں موجود ہیں۔ مجھے وہ زمانہ یاد آگیا جب امرکوٹ کے ہندو راجہ نے ہمایوں کو پناہ دی۔ اور اکبر نے جو ایک مُسلم بادشاہ تھا راجہ پرتاب سنگھ کی یاد میں ایک بُت بنوایا۔ جب بغداد کے خلیفہ نے سندھ کے ہندو عالموں کو اپنے دربار میں بُلایا۔ جب ہندو راجاؤں کے وزیر اور فوجی جرنیل مسلمان ہؤا کرتے تھے۔ میں نے دیہات میں دیکھا ہے۔ کہ ہندو اور مسلمان دن بھر کی محنت کے بعد اکٹھے بیٹھ کر سندھی شاعروں کی کافیاں گاتے ہیں۔ وہ اس نیلگوں چھت کے نیچے اس طرح اکٹھے گاتے ہیں۔ کہ گویا ان میں کوئی اختلاف نہیں۔ وہ ایک زمین کے باشندے ہیں۔ اور ایک ہی خدا کے پرستار ہیں۔ جب ہندو مسلم ایکدوسرے کو اس طرح سمجھنے لگ جائیں۔ اور انمیں ہمدردی پیدا ہو جائے تو وہ ہمیشہ کیلئے دوست ہو جائیں گے۔ میں اس جگہ اسلام کی فضیلت آئندہ عظیم الشان ہندوستانی قوم اور ہندو مسلم اتحاد کی اُمید پر بیان کرتا ہوں۔ میں ہندو مسلم اتحاد کی اسلئے قدر نہیں کرتا۔ کہ آج سیاسی ضروریات ہمیں اس پر مجبور کرتی ہیں بلکہ میں اس مذہب تہذیب و تمدن کا قدردان ہوں۔ جس کی بُنیاد محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے ہوئی۔ محمدؐ دُنیا میں ایک عظیم الشان طاقت تھی جس نے لوگوں کو اُبھارا اور ان کو بلند مرتبہ تک پہنچایا۔ آپ کی

سوانح عمری میں اخلاق فاضلہ کا بہترین نمونہ موجود ہے۔ ایک بادشاہ اور رسول خدا ہے لیکن اپنے کپڑے خود مرمت کرتا ہے۔ بیمار پرسی کے لئے جاتا ہے۔ بازار میں بچوں سے محبت کرتا ہے۔ اور بالکل سادہ خوراک پر گزارہ کرتا ہے غلاموں کی دعوت کو قبول کر لیتا ہے۔ اور لوگوں سے نہایت دوستانہ طریق پر ملتے ہیں آپ ہمیشہ یہی دعا کرتے کہ اے خدا مجھے صراط مستقیم پر چلا۔ جو ان لوگوں کا رستہ ہے۔ جن پر تیرے انعام ہوئے۔ اسلام کے حقیقی معنی ہی سلامتی اور امن کے ہیں غیب سے آواز آتی ہے۔ اور امانت کا بوجھ آپ پر ڈالا جاتا ہے۔ جسے آپ نہایت دیانتداری اور عالی ہمتی سے پورا کرتے ہیں۔ آپ پر ظلم و تشدد کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں لیکن آپ بدستور تبلیغ اسلام میں مشغول نظر آتے ہیں۔ جب وحی نازل ہوتی ہے تو آپ کے بدن میں لرزہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور آپ وہ حکمت اور معارف بیان کرتے ہیں جو قرآن کریم میں درج ہیں۔ ایک یورپین مصنف آپ کی اس حالت کو صرع کا دورہ تصور کرتا ہے۔ کارلائل کے رائے اس سے بہتر ہے۔ وہ آپ کو مرد شجاع اور رسول کا رتبہ دیتا ہے۔ آپ کے آخری الفاظ اے خدا تو مجھے اپنے مقربوں اور صالحین میں جگہ دیجیو اپنے اندر کسقدر خوبی رکھتے ہیں۔ آپ کی تمام زندگی حسن اخلاق کی ایک خوبصورت تصویر ہے اب اس مذہب کی طرف دیکھیں جس کی آپ نے تعلیم دی کہ اس نے دنیا کو سکھایا۔ اسلام ہی دنیا میں ایک ایسا مذہب ہے جو انسان اور خدا کے درمیان کسی وسیلے کا قائل نہیں۔ عرب میں اسلام نے ہی معصوم بچوں کے قتل کو روکا اور ایک مسلم پر شراب قطعاً حرام کر دی۔ قرآن کریم میں آیا ہے کہ مسلم ہمیشہ سیدھے راستے کی تلاش میں رہتا ہے۔ اسلام کے نور سے ہی تہذیب و تمدن کا آفتاب افریقہ۔ چین وسط ایشیا۔ یورپ۔ فارس اور ہندوستان میں چمکا۔ اگر ایک مسلم خلافت بغداد کی

علمی زندگی میں سندھی بھی شریک رہے ہیں +

زمانہ وسطیٰ میں اسلام کے ذریعہ ہی یورپ میں علوم وفنون کا چرچا ہوُا۔ اسلام نے ہی قرطبہ کی مشہور یونیورسٹی قائم کی۔ جہاں یورپ کے مختلف حصوں سے عیسائی طالب علم تعلیم کیلئے آتے تھے۔ اس زمانہ میں جب یورپ جہالت کی ظلمت میں تھا ہسپانیہ کے مسلمان سائنس علم ادب۔ طب۔ ریاضی۔ فلسفہ۔ کیمیات فنون لطیفہ کے معلم تھے عرب عالموں نے سنسکرت کی چند ایک کتابوں کو ترجمہ کیا۔ اس طرح سے ہندو فلسفہ بھی یورپ کے علمی مقاموں تک پہنچ گیا +

ہسپانیہ کے مسلم بادشاہ الحکیم کے زمانہ میں غرناطہ۔ ویلینشا ایرگان کے علاقوں میں نہایت وسیع پیمانہ پر آب پاشی کا انتظام کیا گیا مسلمانوں نے ہسپانیہ کے بہت سے شہروں میں شفاخانے بنائے اور غربا و مساکین کیلئے بھی انتظام کیا۔ صنعت وحرفت کو بھی اس زمانے میں بہت ترقی ہوئی۔ جہاز سازی۔ باغبانی۔ پھلوں کا مربہ بنانا شیشے اور زربفت کا کام۔ لوہے اور تانبے کے برتن بنانا۔ کان سے چاندی نکالنا۔ کپڑا اور اونی قالین بنانا۔ ان چند ایک صنعتوں کا ذکر عربی مصنفوں نے اپنی کتابوں میں کیا ہے +

اگر ہم کہیں کہ اسلام نے ہندوستان کی زندگی پر بھی اثر ڈالا ہے تو ہرگز مبالغہ نہ ہوگا۔ اسلام نے ہندوستان کی شاعری۔ فلسفہ اور فن عمارت میں نہایت قابل قدر اضافہ کیا ہے۔ تاج محل دنیا کی بہترین عمارتوں میں سے ہے اسلام قومیت اور جمہوریت کا حامی رہا ہے لیکن مسلمان ہمیشہ اس پر کاربند نہیں رہے۔ پہلے حضرت عمرؓ نے غلامی کو اڑایا۔ جب بیت المقدس کی فتح کے بعد آپ نے تمام غلام رہا کر دیئے۔ اکبر نے اس خیال کو کہ ہندوستان کی ایک قومیت ہو۔ ابھی تک انگریز حکمران نہیں سمجھے

بابا نانک اور کبیر صاحب کی تحریک بھی اسی خیال پر مبنی تھی۔ اسلام کا ان بزرگوں پر بہت اثر تھا۔ ہندو اب تک پیر تبریز اور لال شہباز صاحب کی دل سے عزت کرتے ہیں مسلم شاعری علم ادب نقاشی اور اسلامی عمارات نے ہسپانیہ کو شہرہ آفاق کر دیا۔ جبکہ یورپ میں بالکل تاریکی پھیلی ہوئی تھی سیوائل۔ قرطبہ اور مارسیلونا کی یورسٹیاں نہایت فراخ دلی سے سائنس اور فلسفہ کی تعلیم دیتی تھیں۔ حالانکہ اس زمانے میں کلیسیا نے گلیلو اور برونو پر تشدد کر کے اپنی جہالت اور تنگدلی کا ثبوت دیا +

مسلم بادشاہوں نے پبلک لائبریریاں کھولیں۔ دارالمشاہدات (observatories) اور معمل کیمیائی (Chemical laboratories) قائم کئے مسلم فلسفیوں نے پہلے حکما کی کتابوں کو ترجمہ کیا۔ انکی تشریحات لکھیں اور ان کی بہت سی غلطیوں کو درست کیا +

اویسانا (Avicenna) اور ایورُوز (Averroes) دو مشہور فلاسفر گذرے ہیں۔ جن کا یورپ پر بہت اثر تھا۔ ابن سینا کو بگاڑ کر لاطینی زبان میں اویسینا کیا گیا ہے۔ اِس عالی ہمت انسان نے فلسفہ کی خاطر وزارت کے ممتاز عہدہ کو خیر باد کہا۔ ترکی حکایات میں اس کا نام بہت مشہور ہے اسی طرح لاطینی میں ابن رُشد کو بگاڑ کر ایوروز ہو گیا۔ یہ بھی زمانہ وسطی کا ایک مشہور فلاسفر تھا۔ اس کی ارسطو اور بطلیموس کی شرح یوروپین زبانوں میں بھی ترجمہ ہو چکی ہے صوفیا نے فلسفہ مذہب کو مالا مال کیا۔ محے الدین ابن عربی دُنیا کے مشہور صوفیا میں سے گذرے ہیں۔ آپ کی کتاب فتوحات المکیہ نہایت عالمانہ اور پُرمعانی تصنیف ہے۔ قرآن کریم میں بھی کئی جگہ تصوف کا رنگ پایا جاتا ہے۔ جس طرف تم اپنے مُنہ کو پھیرو اسی طرف خدا تعالیٰ موجود ہے ان الفاظ میں کس قدر حکمت پنہاں ہے۔ اسی طرح شاہ لطیف صاحب سندھی اور دیگر مسلم شاعروں کا کلام بھی تصوف سے پر ہے۔ میں سمجھا کہ میں اس کو محبت کرتا ہوں

لیکن جب غور کیا تو معلوم ہُوا کہ اُس کی محبّت پہلے سے ہی موجود ہے۔ عمرِ جاودانی حاصل کرنے کے لئے تجھے روزانہ ہزاروں موتیں اپنے اُوپر وارد کرنی ہونگی۔ جب خدا کو تو اپنا ہیچ دیتا تو اس کے عوض وہ تجھے اپنا کل عطا کرتا ہے۔ رسول خُدا کا علم بغیر کسی اُستاد کتاب یا ناصح کی مدد کے اپنے دِل میں دیکھو حقیقی مسجد تو ایک سچّے اور پاک دِل میں ہوتی ہی اور خدا وہاں ملتا ہے نہ کہ ایک پتھر کی مسجد میں۔ یہ چند ایک قول مسلم صوفیوں سے درج کئے ہیں۔ جو روحانیات میں آریہ ورت کے رشیوں سے ہرگز کم نہ تھے۔ رُوحانیات۔ اخلاق فاضلہ سچّائی۔ آزادی۔ خوبصورتی محبّت کسی خاص قوم یا مذہب سے وابستہ نہیں۔ یہ خدائی ورثہ ہے۔ جو رب العلمین کی طرف سے ہر ایک کو بغیر کسی تمیز کے ملتا ہے۔

غزواتِ نبوی

(نمبر ۳)

مسلمان فوج اگرچہ دشمن کا تعاقب کر رہی تھی لیکن اِس کو جنگ اُحد میں سخت نقصان برداشت کرنا پڑا۔ سات سو آدمیوں میں سے ستر آدمی میدان جنگ میں کام آئے۔ جنمیں حضرت حمزہ بھی شامل تھے آپ نہایت شجاع اِنسان تھے۔ اور نبی کریم صلعم کو آپ کی شہادت پر بہت غم ہُوا اس تخفیف کی وجہ سے مسلم فوج میں مرد بہت تھوڑے رہ گئے۔ اور مدینہ کا ہر ایک مُسلم گھر ماتم کدہ بن گیا۔ اسلام میں یہ پہلا موقع تھا کہ تعدد ازدواج کا حکم ہُوا۔ تاکہ مسلم بیوائیں اور بچے صاحب استطاعت لوگوں کے گھروں میں حفاظت سے رہیں۔ مغرب میں جو تعدد ازدواج کے خلاف اس قدر شور ہے۔ دراصل اس سے بنی نوع اِنسان کی بہبودی مراد ہے۔ نہ کہ نفسانی خواہشات کی تسکین جیسا

اکثر سمجھا جاتا ہے۔ یہ قاعدہ زندگی نہیں بلکہ ایک بُرائی کا علاج ہے۔ دنیا نے اب جنگ عظیم سے نجات حاصل کی ہے۔ اور یہی مشکل مغربی ممالک کے درپیش ہے جس کا حل سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوسکتا۔ کہ تعدد ازدواج کی قانوناً اجازت دیجائے +

فتح بدر کے بعد قبائل عرب شوکت اسلام سے مرعوب ہوگئے تھے لیکن احد کی ناکامیابی سے ہمسایہ قبائل پر بہت بُرا اثر پڑا۔ اور انہوں نے مدینہ کے گرد و نواح میں لوٹ مار کا سلسلہ شروع کردیا۔ جس سے چند ایک لڑائیاں ہوئیں جو اسلامی تاریخ میں سریہ کہلاتی ہیں۔ طلحہ اور خویلہ جو قطان کے پہاڑی علاقہ میں رہتے تھے اپنے قبیلہ کے ہمراہ یکم محرم ۴ھ کو مدینہ پر حملہ آور ہوئے +

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جب خبر ہوئی تو آپ نے ابوسلمہ کو ایکسو پچاس آدمیوں کے ساتھ دشمن کے مقابلہ کیلئے بھیجا۔ یہ خبر سنکر انکی جماعت بغیر لڑائی کئے ہوئے منتشر ہوگئی۔ اس کے بعد سفیان بن خالد نے مدینہ پر حملہ کرنے کا عزم کیا۔ اس کے مقابلہ کیلئے نبی کریم صلعم نے عبداللہ بن انیس کو بھیجا۔ جنہوں نے سفیان کو قتل کردیا۔ اسی سال صفر کے مہینے میں اہل قبائل نے ستر مسلمانوں کو دھوکہ سے بُلاکر مار ڈالا ابوبراء کلابی جو کلاب کا رئیس تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور درخواست کی۔ کہ میرے ساتھ چند آدمی کر دیجئے جو میری قوم کو تبلیغ ہدایت کریں۔ نبی کریم صلعم نے پہلے تامل کیا لیکن ابوبراء کے اطمینان دلانے پر آپ نے ستر آدمی اس کے ہمراہ بھیجدیئے ان لوگوں نے بیرمعونہ پہنچ کر قیام کیا۔ یہاں تمام مسلمانوں کو قتل کردیا گیا صرف ایک شخص جان بچاکر مدینہ کی طرف بھاگ آیا۔ جس نے اس جانکاہ واقعہ کو بیان کیا۔ جس کو سنکر نبی کریم صلعم نے بہت رنج کیا۔ اور دشمنوں پر خدا کے

عذاب کے لئے دعا مانگی۔ اس واقعہ کے بعد دس اور مسلمان بدعہدی سے قتل کئے گئے۔ ایک ہمسایہ قبیلے کے چند آدمی آئے۔ اور نبی کریم صلعم سے درخواست کی۔ کہ چند مسلمان ہمارے ساتھ بھیجے۔ جو ہمارے قبیلہ کو جنہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اسلام کے عقائد اور احکام سکھائیں۔ آپ نے دس مسلمان اس کے ساتھ کر دیئے۔ رجیع پہنچکر دوسو دشمنوں سے ان کا مقابلہ ہوا جو پہلے سے ہی وہاں مقرر کر دیئے گئے تھے۔ لیکن دوسو کے مقابل دس آدمیوں کی جماعت کیا مقابلہ کر سکتی تھی۔ آٹھ آدمیوں کو ظالموں نے وہیں قتل کیا۔ اور دو کو قید کر لیا۔ ایک قیدی جس کا نام خبیب تھا۔ اس نے عامر کو جنگ اُحد میں قتل کیا تھا۔ اس کے لڑکوں نے خبیب کو خرید لیا تاکہ اسے مار کر اپنے باپ کا بدلہ لیں۔ خبیب نے قتل ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر قاتلوں سے کہا۔ میرا دل چاہتا تھا کہ دیر تک نماز پڑھوں۔ مگر تم خیال کرو گے کہ میں موت سے ڈرتا ہوں۔ پھر شعر پڑھے جن کا مطلب یہ تھا۔ جب میں اسلام کیلئے قتل کیا جا رہا ہوں۔ تو مجھے اسکی پرواہ نہیں کہ کس طرح قتل کیا جاؤں۔ اور جو کچھ میں برداشت کرتا ہوں محض اللہ کی ذات کیلئے ہے۔ اگر وہ چاہیگا تو میرے جسم کے ٹکڑوں پر برکت نازل فرمائیگا۔ اسکے بعد اسے اور دوسرے قیدی کو قتل کر دیا گیا۔ مخالفین اسلام اکثر کہتے ہیں۔ کہ اسلام بذریعہ شمشیر پھیلا ہے لیکن واقعات کی شہادت اس کے خلاف ہے ۔

جن لوگوں نے پہلے پہل اسلام قبول کیا ان کو سخت سے سخت ایذائیں دیگئیں لیکن انہوں نے اپنا مذہب نہیں چھوڑا۔ کفار نے اسلام کو مٹانے کیلئے تلوار اٹھائی۔ لیکن اسلام کو پھیلانے میں تلوار استعمال نہیں کی گئی +

یہود سے جنگ

پہلے بھی یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ یہود مدینہ میں بڑے دولتمند شمار ہوتے تھے

اور اسلام کی ترقی سے ان کا حسد بڑھتا تھا۔ وہ بڑے تجار اور مالدار تھے۔ اور مدینہ کے لوگوں کو سود کی سخت شرحوں پر روپیہ قرض دیتے تھے۔ اسلئے وہ لوگوں میں بہت امیر ہو گئے لیکن دولت کے ہمراہ جو برائیاں آتی ہیں وہ بھی ان میں پیدا ہو گئیں۔ ان میں بد اخلاقی اور تکبر پیدا ہو گیا اور لوگوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ انہیں یک گونہ مذہبی بزرگی بھی حاصل تھی۔ کیونکہ اہلکتاب اور موحد تھے۔ اسلام کے آنے سے یہود طاقت کیلئے ایک خطرہ پیدا ہو گیا۔ اوائل میں جب اسلام نے مدینہ میں قدم رکھا۔ تو یہود نے چنداں پرواہ نہ کی۔ اور نبی کریم صلعم کے ساتھ ایک عہد نامہ کیا جسمیں انہوں نے غیر جانبداری کا وعدہ کیا۔ وہ سمجھتے تھے کہ قریش کی دشمنی ہی اسلام کی تباہی کے لئے کافی ہے۔ اور ان کی مداخلت کی ضرورت نہ ہوگی لیکن بدر کی فتح سے ان میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی۔ اور وہ سمجھنے لگے۔ کہ اسلام ہماری طاقت چھین لیگا۔ ان کا مذہب جو بغیر عمل کے تھا۔ اس نئے مذہب کی آب و تاب کے سامنے ماند پڑ گیا۔ یہود بد اخلاقی اور ظلم میں مشہور تھے۔ نبی کریم صلعم کے اخلاق فاضلہ سے ان کا اثر بالکل معدوم ہو گیا۔ اسلام کے فروغ سے ان کے کاروبار میں بھی فرق آنے لگا۔ کیونکہ مال غنیمت سے انصار مالدار ہونے لگے۔ اور یہود کے قرضہ کے شکنجے سے نکلنے لگے۔ اور اسطرح ان کو جو فوقیت اور حکومت حاصل تھی اسمیں بھی ضعف آگیا۔ غرض یہود نے اب سمجھا کہ ان کے اقتدار کم ہونے کا اصلی سبب اسلام ہے اس کے علاوہ ایک سبب یہود کی ناراضگی کا یہ بھی ہوا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بحیثیت پیغمبر اہلکتاب کی کمزوریاں بتانے۔ اور ان کی اصلاح کرتے۔ قرآن کریم میں کئی جگہ اہلکتاب کو ان پیشگوئیوں کے متعلق آگاہ کیا ہے۔ جو ایک بڑے نبی کا نازل ہونا بیان کرتی ہیں۔ اور وہ نبی

سوائے محمد رسول اللہ کے اور کوئی نہیں - آپ ہمیشہ کفار کے مقابلے پر یہود کی عزت کرتے - کیونکہ وہ واحد خدا کو مانتے تھے - اور اہلکتاب تھے لیکن آپ کا مقصد انکی اصلاح تھی - اسلئے آپ اُن کی کمزوریوں اور مذہبی نقائص کو ظاہر کرتے رہتے - اس سے انکی ناراضگی اور بڑھتی - وہ مسلمانوں کا مضحکہ اُڑاتے - اور ان کے الفاظ کو بدل دیتے - تاکہ ان سے اور معانی پیدا ہوں - السلام علیکم کی بجائے وہ اسام علیک کہتے جس کے معنی ہیں کہ تجھ کو موت آئے - وہ نبی کریم صلعم کے صحابہ میں نفاق ڈالنے کی کوشش میں رہتے - وہ لوگوں کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کیلئے بھڑکاتے +

غُلامی

(از قلم خواجہ نذیر احمد صاحب مسجد ووکنگ انگلستان)

بہت کچھ غلامی کے خلاف اور اس کی حمایت میں کہا جا چکا ہے موجودہ تہذیب کے دلدادہ تو سب یک زبان ہو کر اس کے خلاف فتوے دیتے ہیں لیکن یہ امر قابل افسوس ہے - یہ محض زبانی اختلاف ہے - اور اس پر عمل نہیں - ہم سب اپنی تقریروں میں تو کمال فصاحت و بلاغت کے ساتھ اعلان کرتے ہیں - کہ آزادی انسان کا پیدائشی حق ہے لیکن عملاً ہم انسانی آزادی کو قطع کرنے میں کوشاں رہتے ہیں - ہم کیوں ایکدوسرے سے برسرپیکار ہیں - ہم نے کیوں اتنی عظیم الشان افواج کا خرچ برداشت کیا ہوا ہے - کیا ہم ان جدید آلات حرب سے خدا کی عطا کردہ آزادی کو پامال کرنے کی کوشش نہیں کرتے لیکن موجودہ تہذیب تو ان کوششوں اور اس سامان ہلاکت کو جائز خیال کرتی ہے

ایک عالم نے کہا ہے کہ غلامی کی حد سے زیادہ مذمت ہوئی ہے۔ ایک مصنف جو سکون دل کے ساتھ اور بغیر کسی تعصب کے ہر ایک برائی جو نیکی کے لباس میں ہوتی ہے۔ وہ اس کی مخالفت کرتا ہے۔ اور ہر ایک نیکی جسے لوگ بدی کا رنگ دے دیتے ہیں وہ اسکی حمایت پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس مضمون کے شروع میں ہی اسکی یہ رائے ہوگی کہ انسانی ترقی کیلئے غلامی کا وجود ضروری تھا۔ اور بھی کئی باتیں دنیا میں ایسی ہیں کہ جن کا وجود کسی اور مقصد کے لئے قائم رکھا جاتا ہے۔ ایک فاتح بادشاہ کی آنکھ میں آنسو تک نہیں آتا۔ جب اس کے سامنے ہزاروں آدمی سمندر میں ڈبو دیئے جاتے ہیں۔ اور جب وہ ایک شہر پر گولہ باری کر کے لاکھوں مرد عورت اور بچے تباہ کر دیتا ہے لیکن ہم ہمیشہ اسے سنگدل ظالم نہیں کہینگے۔ اسکی کیا وجہ ہے۔ کہ ایک شخص جو ایک فرد بشر کو مارنے سے کانپتا ہے ہزاروں دشمنوں کی جانیں لینے سے دریغ نہیں کرتا بلکہ اسمیں اُسے یک گونہ خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ جنگ انسانی زندگی کی ضروریات میں سے ہے۔ گو یہ بات بظاہر عجیب معلوم ہوتی ہے لیکن مختلف مذہب وملت کے لوگ غلامی کے حامی رہے۔ وہ اسکی حمایت اسلئے کرتے ہیں۔ کہ انکے مذہب میں ایک خاص حد تک غلامی کی اجازت ہے۔ اس امر کا تو تاریخ سے بھی ثبوت ملسکتا ہے۔ کہ خدائی احکام پر چلنے والی سلطنتوں کیلئے غلامی سوسائٹی میں ایک ضروری عنصر ہوگئی تھی۔ خاص کر اس قوم میں جسے جنگ کیلئے تیار رہنا پڑتا تھا۔ ہم اس موقعہ پر یہ کہدینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ غلامی نے انسانی ترقی میں بہت مدد دی ہے۔ غلامی کے ذریعے ہی فوجی تحریکات اور جنگوں کا سلسلہ کامیابی کے ساتھ سرانجام ہوسکا۔ اور ملک میں صنعت و حرفت کا چرچا پیدا ہوگیا۔ فطرتاً انسان با قاعدہ ایک خاص وقت تک محنت کرنے کو پسند نہیں کرتا۔ کسی ملک میں بھی صنعت و حرفت کو لوگوں نے اپنی مرضی سے

اختیار نہیں کیا۔ بلکہ قوم کے طاقتور حصہ نے کمزور حصہ کو اس پر مجبور کیا اِس طرح زمیندار اور مالک اراضی تو ملک کی فوج میں ہوا کرتا تھا۔ اور اسکے غلام زراعت کا کام کرتے تھے۔ اور دونوں مختلف شعبہ زندگی پر عمل پیرا ہو کر ملک کی حفاظت اور بہبودی کیلئے کوشاں رہتے تھے۔ رُوم کی سلطنت میں بھی یہی طریق غلامی کا رائج تھا۔ اخلاقی نکتہ نگاہ سے غلامی کا نہایت بُرا اثر پڑا۔ اس نے رفعت اِنسانی اور وسعت خیالات کو کم کر دیا۔ غلاموں کی تعلیمی حالت بھی نہایت پست رہی۔ غلامی کا اثر صرف ایک طبقہ پر نہیں پڑا۔ بلکہ ان کے آقاؤں کے اخلاق بھی بگڑنے لگے۔ ایک اِنسان کو دوسرے اِنسان پر کُلی اختیار ہونا بھی ایک خطرناک چیز ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ خاندانوں کے اخلاق بگڑنے لگے۔ اور وہ ظلم وتشدد کے عادی ہو گئے ۔

یونانیوں کے ماتحت غلاموں کی حالت

یُونانی تہذیب وترقی کے زمانہ میں غلامی کا بہت رواج تھا اسیرانِ جنگ کو غلام بنا لیا جاتا یا ان کو بیچ دیتے تھے۔ اور بسا اوقات لٹیرے آزاد آدمیوں کو پکڑ کر لیجاتے تھے۔ اور کسی دوسری جگہ بطور غلام فروخت کر دیتے تھے۔ مرد غلاموں کو زراعت اور مویشیوں کی نگہداشت کیلئے لگایا جاتا تھا۔ ان کے مالک غلاموں پر مکمّل اعتماد رکھتے تھے اور انہیں اکثر کچھ جائداد اور زمین دے دیا کرتے تھے۔ اجرت پر مزدور لگا کر بھی زراعت کا کام لیا جاتا تھا۔ تاریخی کتب سے ہمیں یہ ثبوت ملتا ہے کہ باوجود غلامی کا رواج اس زمانہ میں پورے زور پر تھا لیکن غلاموں سے بُرا سلوک نہیں کیا جاتا تھا۔ ان کو بہت حد تک آزاد آدمیوں کے حقوق دیئے جاتے تھے۔ ان سے خانگی کام کاج لیا جاتا تھا۔ یا وہ زراعت کا کام کرتے تھے۔ کبھی کبھی وہ تجارتی کام یا کارخانوں اور کانوں میں کام کیا کرتے

تھے۔ ان سے فوجی خدمت بھی لیجاتی تھی +

یونان میں غلاموں کی پوری تعداد معلوم نہیں ہو سکتی۔ ڈمیٹریس فلیرس کی مردم شماری سے معلوم ہوتا ہے۔ ایتھنز میں ۲۱۰۰۰ آزاد باشندے ۱۰۰۰۰ اغیر ملک کے لوگ اور ۴۰۰۰۰۰ غلام تھے +

ایتھینیس کا بیان ہے کہ کورنتھ میں ۴۶۰۰۰۰ اور ایجینا میں ۴۷۰۰۰۰ غلام تھے۔ ایچ ویلن کا اندازہ ہے کہ اٹیکا میں ۴۷۰۰۰۰ غلام خانگی کام کرتے تھے۔ ۳۵۰۰۰ زراعت میں مشغول تھے اور ۱۰۰۰۰ اکانوں پر کام کرتے تھے +

۹۰۰۰۰ کا پیشہ تجارت اور صنعت تھا۔ اس تعداد میں ۶۰۰۰ ضعیف النسان ۲۰۰۰ بچے اور ۱۲۰۰۰ تیر انداز اور پبلک غلام شامل کر لیئے جائیں تو اٹیکا کے کل غلاموں کی* حالت بری نہ تھی۔ وہ چند ایک رسومات کے بعد خاندان میں داخل کر لیا جاتا تھا۔ اس کو مذہبی جلسوں اور تیوہاروں میں شریک ہونے کی اجازت تھی۔ جب وہ مرجاتا تھا تو اپنے مالک کے قبرستان میں ہی دفن کیا جاتا تھا۔ اس کو کبھی کبھی آزادی بھی ملجاتی تھی۔ جس کا اعلان عام جلسوں یا کچہری میں کرنا پڑتا تھا جو غلام اعلےٰ خدمات بجا لاتے تھے۔ ان کو فوراً آزاد باشندوں کے حقوق ملجاتے تھے +

* تعداد ۱۸۲۰۰۰ ہوجاتی ہے

دُنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ

سقراط۔ مسیح۔ حسین

مصنفہ جناب شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی

تفصیل مضامین باب (۱) دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ باب (۲) سقراط باب (۳) مسیح باب (۴) حسین۔ باب (۵) دنیا پر شہادت کا اثر۔ کتاب نہایت ہی قابل دید ہے۔ ہر سہ شہداء کی شہادت علیحدہ علیحدہ تذکرہ کر کے پھر امام حسین علیہ السلام کے واقعہ شہادت پر روشنی ڈالی ہے قیمت ۸؍

المشتہر خواجہ عبد الغنی منیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور

اِسلام میں کوئی فرقہ نہیں

(ماہیت از رنگون)

لَا تَخْتَلِفُوْا فَاِنَّ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمُ اخْتَلَفُوْا فَھَلَکُوْا (بخاری شریف)

(اختلاف نہ کیا کرو۔ کیونکہ جو لوگ پہلے تم سے تھے انہوں نے اختلاف کیا پھر برباد ہو گئے) ؎

للہ الحمد کہ آں چیز کہ خاطر میخواست آخر آمد زپسِ پردہ تقدیر پدید

خواجہ کمال الدین صاحب وہ بزرگ ہیں جنہوں نے اپنی زندگی اسلام کی تبلیغ و اشاعت کیلئے وقف کر دی ہے۔ آپ عرصہ آٹھ سال سے مُلک انگلستان میں درمے۔ قلمے۔ سخنے اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ مغربی ملکوں میں اسلام کے متعلق جس قدر غلط فہمیاں پھیلی ہوئی تھیں ان کے دُور کرنے میں آپ کو خاطر خواہ کامیابی ہُوئی ہے +

ہمارے تعلیمیافتہ نوجوان جو اسلام سے کسی قدر برگشتہ ہو گئے تھے آپ کی تصنیفات اور تالیفات سے از حد متاثر ہوے ہیں۔ اور اسلام کی حقانیت ان پر ظاہر ہو گئی ہے۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ مسلمان علوم جدیدہ کے مطالعہ کے بعد دین و مذہب کو خیر باد کہہ دیتے تھے۔ بلکہ آج ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جس قدر سائنس فلسفہ اور منطق کا دائرہ وسیع ہوتا جاتا ہے۔ اسی قدر اسلام کی تعلیمات اور اسلام کے احکامات کی حقانیت ان پر کھلتی جاتی ہے +

خواجہ صاحب نے نہایت غور و خوض کے ساتھ مسلمانوں کے ادبار اور نکبت اور ان کی تباہی اور بربادی کے اسباب و علل کا مطالعہ کیا ہے۔ اور آخر اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ ہمارے تنزل کے وجوہ ہماری خانہ جنگی ہے ہم خانگی جھگڑوں میں مبتلا ہیں ہمیں باہمی مخالفت سے فرصت نہیں ملتی مخالفین

نے ہماری ناگفتہ بہ حالت کو اچھی طرح محسوس کرلیا ہے۔ انہوں نے ہماری حماقت سے پورا فائدہ اُٹھایا۔ اسلام جیسے پاک مذہب کو اپنے ناپاک اعتراضوں کا تختہ مشق بنایا۔ اور اسلام کی ہولناک تصویر کھینچ کر دُنیا کے سامنے پیش کی +

ہم اپنے فرائض منصبی کو بھول گئے ہیں۔ اگرچہ ہمیں اس بات کا اچھی طرح سے احساس ہے۔ کہ اسلام کی حالت ناگفتہ بہ ہے ہمیں یہ اچھی طرح سے معلوم ہے کہ اس زمانہ میں تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کی کس قدر ضرورت ہے لیکن آہ! فرقہ بندی تیرا ستیاناس ہو کہ تو ہماری راہ میں مزاحم ہے۔ ہم اسلام کیلئے خانگی جھگڑوں سے کنارہ کش نہیں ہو سکتے۔ ہم مشترکہ کاموں میں متفقہ اور متحدہ قوت سے کام نہیں کر سکتے۔ ہر شخص انفرادی طاقت کے بل پر کام کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ ہمیں اس وقت تک کامیابی نہیں ہوئی۔ جب وقت تک ہم میں اجتماعی قوت سے کام کرنے کی رُوح نہ پھونک جائے۔ بے شک ہر شخص کو یہ آزادی حاصل ہے۔ کہ وہ کسی خاص عقیدہ پر ایمان رکھے۔ اور اس کے پابند رہے لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں یہ حق نہیں ہے کہ اپنے مخالف فرقہ کے عقائد کی رد کرے۔ اور اس کے جذبات کو صدمہ پہنچائے۔ ہر کلمہ گو اہل قبلہ۔ عالمگیر اسلامی برادر ہوڈ یعنے اخوت کا ایک ممبر ہے۔ اور وہ مسلمان ہے خواہ وہ کسی جماعت یا فرقہ سے تعلق کیوں نہ رکھتا ہو۔ ہر شخص کا فرض ہے کہ تمام مشترکہ کاموں میں ایک یا دوسرے کا ممد و معاون ہو۔ مسلمانوں میں جو اختلاف ہے۔ وہ کسی ذاتی یا دنیوی مفاد پر مبنی نہیں ہے۔ بلکہ حمیت دینی کا سچا اظہار ہے۔ اسلام نے بھی اختلاف امتی رحمۃ کہکر ہمارے اختلافات کو باعث رحمت قرار دیا ہے۔ اگر ہم فرقہ بندی سے باز نہیں آسکتے۔ اور اپنے اختلافات کو اسلام کی خاطر ترک نہیں کر سکتے۔ تو میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہے۔ کہ ہماری ترقی ہونی

مشکل نہیں بلکہ محال ہے ؎

نچا مارا ہے یکسر کیا عرب اور کیا عجم سب کو
خدا غارت کرے اس اختلافِ دین و مذہب کو

اگر ہم قرونِ اولےٰ کی تاریخ کے اوراق اُلٹیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ہمارے بزرگانِ دین بھی بہت سی باتوں میں آپس میں اختلاف رکھتے تھے لیکن ان کا اختلاف باعثِ رحمت تھا۔ مولینا حالی نے اپنے مُسدس میں کیا خوب کہا ہے ؎

اگر اختلاف ان میں باہم دگر تھا | تو بالکل مدار اس کا اخلاص پر تھا
جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑوں میں شر تھا | خلاف۔ آشتی سے خوش آیند تر تھا

ہمارے نوجوان اِس فرقہ بندی سے اُکتا گئے ہیں۔ اور ان کا خیال ہے کہ ان تمام خرابیوں کی جڑ خود مذہب اسلام ہے اہل یورپ کی بھی یہی حالت ہے۔ وہ بھی فرقہ بندی سے بیزار ہو چکے ہیں۔ اسی فرقہ بندی سے بیزار ہو چکے ہیں۔ اسی فرقہ بندی کے باعث وہ عیسائیت کو خیر باد کہہ کر دہریت اور نیچریت کا شکار ہو گئے ہیں۔ بعضے ایک ایسے مذہب کی تلاش میں ہیں۔ جو ان تمام جھگڑوں سے پاک ہو۔ اگر اسلام خاتم الادیان ہے۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے تو مذہب اسلام کو ان تمام خرابیوں سے بری ہونا چاہیئے۔ اگر اسلام مکمل مذہب ہے، تو اسلام فرقہ بندی سے پاک ہے خواجہ صاحب نے اپنی جدید تصنیف "اسلام میں کوئی فرقہ نہیں" میں مسلمانوں کو بتلایا ہے۔ کہ اتفاق کے برکات کیا ہیں اور نفاق اور تفرقہ کے نتائج کس قدر مہلک ثابت ہوئے ہیں۔ اور اہل یورپ کو بتلایا کہ ان کے مرض کا اصلی علاج صرف اسلام ہے۔ یہ جو نام نہاد فرقے دیکھنے میں آتے ہیں وہ حقیقت میں فرقے نہیں ہیں۔ بلکہ مختلف خیالات کے ماننے والے

ہیں۔ ان کا اختلاف اصول اسلام میں نہیں ہے۔ بلکہ فروع میں ہے مجھے امید ہے۔ کہ یہ کتاب تمام مسلمانوں کے ہاتھوں تک پہنچیگی تعصب نفاق ہٹ دھرمی ضد اور نفسانیت کو لوگ اپنے سینوں سے نکال دیں گے۔ اور ایک دوسرے کی تکفیر اور تضلیل کرنے کی بجائے ایکدوسرے کے دست و بازو ہوکر اسلام کی خدمت کریں گے۔ مدّت دراز سے ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی جو مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد کی رُوح پھُونکے۔ اور نفاق اور تفرقہ کے مہلک نتائج سے لوگوں کو مطلع کرے۔ الحمد للہ یہ کتاب ایک حد تک اِس ضرورت کو رفع کریگی۔ میں تمام مصنّفین اور مؤلّفین کی خدمت میں نہایت ادب کے ساتھ استدعا کرتا ہوں۔ کہ وہ بھی اس موضوع پر اپنے قلم اُٹھائیں۔ اور مسلمانوں کو انما المومنون اخوۃ کی تعلیم پر پھر عامل کرائیں۔ بجز اتّفاق واتّحاد کے ہماری کامیابی اور ترقی محال ہے۔

اس مصیبت میں ہے اِک تو ہی سہارا اپنا
تنگ آکر لبِ فریاد ہوُا وا اپنا
فرقہ بندی سے کیا راہنماؤں نے خراب
ہائے! اِن مالیوں نے باغ اجارا اپنا
ہم نے سو راہ اخوت کی نکالی لیکن
نہ تو اپنا ہُوا اپنا نہ پرایا اپنا
دیکھ اے نوُح کی کشتی کے بچانے والے
آیا گرداب حوادث میں سفینہ اپنا
اِس مصیبت میں اگر توُ بھی ہماری نہ سُنے
اَور ہم کس سے کہیں جاکے فسانہ اپنا
(ڈاکٹر اقبال)

قربانی کا آغاز اور عروج

(جناب محمد صادق صاحب ڈڈلے رائٹ نومسلم)

مذہب کے آنے سے قربانی کا آغاز ہوا اور ہمیشہ سے اس کا شمار مذہبی عبادات میں سے ہونے لگا۔ یہ ایک طرح خداوند تعالےٰ کی حکمرانی کا اقرار اور اس کی بخششوں کی شکرگذاری ہے۔ جس قسم کا مذہب ایک شخص رکھتا ہے۔ اس کی قربانی اسی مذہب کے مطابق ہی ہوگی +

بشپ ولکنسن نے مذہب کی یوں تعریف کی ہے۔ خدا کی وہ حمد وستائش جس سے ہم اس کی عبادت کرتے ہیں۔ اور جو ہماری سمجھ میں رضائے الٰہی کے موافق ہوتی ہے۔ ڈاکٹر والٹن نے مذہب کی تعریف زیادہ وسیع معنوں میں کی ہے۔ ان کے مطابق مذہب اپنے خدا اور ہمسایہ کے حقوق کی ادائیگی کا نام ہے۔ زمانہ سلف میں جب بت پرستی رائج تھی قربانی کا طریق نہایت سادہ ہوا کرتا تھا یہانتک کہ کوئی خوشبو وغیرہ کا استعمال بھی نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ صرف چند ایک سبز بوٹیاں جمع کر کے چڑھائی جاتی تھیں۔ مصر کے لوگوں کی یہی رسم تھی۔ کچھ عرصے کے بعد وہ اظہار شکرگزاری کرنے کیلئے کچھ اور عبادات کیا کرتے تھے۔ اور لوبان جلاتے۔ اور شراب کا چڑھاوا چڑھاتے تھے۔ ان کے مندروں میں خون بہانے کی اجازت نہ تھی۔ اور نہ ہی مذبح کے نزدیک کسی جاندار چیز کو لایا جاتا تھا مصری گڈریوں کو بہت بُرا سمجھتے تھے۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ اس پیشہ میں کوئی بُرائی تھی۔ بلکہ کچھ عرصہ بعد گڈریئے اپنی بھیڑوں کے پہلے بچوں کی قربانی کر دیتے تھے +

اسی طرح جن قوموں میں تہذیب ابھی بہت کم تھی۔ ان میں قربانی کا رواج نہ تھا۔ آسٹریلیا کے قدیمی باشندے بھی کوئی قربانی نہیں دیتے تھے۔ وہ خداوند تعالیٰ کو اتنا پاک سمجھتے تھے۔ کہ اس کا نام لینا یا اُسے کسی بت کی شکل میں ظاہر کرنا نہیں چاہتے تھے۔ قربانی کا خیال اور قوموں میں بتدریج ترقی کرتا گیا۔ یہاں تک کہ خوراک کیلئے بھی وہی جانور ذبح کرتے تھے جیسے قربانی دینا ہو۔ لیکن کچھ عرصے کے بعد وحشیانہ قوموں میں دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے جانوروں کی قربانی شروع ہوگئی۔ اور جانوروں کی قربانی کے بعد انسانوں کی قربانی ہونے لگی پہلے پہل تو صرف مجرموں اور اسیران جنگ کو ہی قربانی چڑھایا جاتا تھا یہاں تک کہ یہ رسم تمام روے زمین پر پھیل گئی۔ اور موبائٹ قوم اپنے بچوں کو بلوچ دیوتا کے بت میں جلا دیا کرتے تھے۔ جس طرح کہ لوگوں کے دماغ میں خداوند تعالیٰ کا تصوّر ہوتا تھا۔ وہ قربانی بھی اسی خیال کے مطابق دیتے تھے +

سلیو (Slaves) کے لوگ ایک دیوتا کو مانتے تھے جو دُنیا کو پیدا کرنیوالا اور بجلی کی کڑک پیدا کرنے والا تھا۔ جب کبھی ان کو جان کا خطرہ ہوتا تھا۔ وہ قسم اٹھاتے کہ اگر ہم بچ جائیں گے تو بیل اور مویشی قربانی میں دیں گے۔ بہت سے رومن کیتھولک جو موجودہ زمانہ تک بھی تقریباً انہی اصولوں پر کاربند ہیں۔ کہ دیوتاؤں کی مہربانی حاصل کرنے اور غصہ کم کرنے کے لئے انسان کی قربانی ضروری ہے +

پرانے زمانے میں بھی جاپان کی تجہیز و تکفین کی رسومات میں انسانی قربانی بھی داخل تھی۔ اور جو لوگ میدان جنگ میں کام آتے تھے انکے گھوڑے اور غلام بھی ان کے ساتھ ہی قربانی کر دیئے جاتے تھے ڈھومی اور اشانٹی کی قومیں بھی اپنے مردہ سرداروں کی روح کیلئے انسانی قربانیاں

کرتے تھے +

رسید زر

بابت ماہ اگست ۱۹۲۱ء

نام	روپیہ	آنہ	پائی	نام	روپیہ	آنہ	پائی
امداد مشن جناب علی احمد خان صاحب بہاولپور	۳۰	۰	۰	نفقت بقدر سالانہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کرنال	۷۴	۱	-
؍؍ ؍؍ منہاج الدین صاحب مردان	۵	۰	۰	؍؍ حضور ہیز ہائینس حاجی حمید اللہ خان صاحب سی آئی ای چیف سیکرٹری بھوپال بابت دو ماہ	۱۰۰	۰	۰
؍؍ ؍؍ کھنڈے خان صاحب رہتک	۱۰	۰	۰				
جمال مشنری فنڈ جناب ق مقصد الدین احمد صاحب شملہ	۱۰	۰	۰	؍؍ جناب نور غنی صاحب گوجرانوالہ	۵	۰	۰
امداد مشن جناب سید احمد حسین صاحب کیمبلپور	۱۰	۰	۰	؍؍ ؍؍ نہال الدین صاحب باندہ	۱۰	۰	۰
؍؍ جناب حبیب اللہ صاحب میرٹھ	۱۰	۰	۰	امداد مشن این اے خان صاحب	۲	۰	۰
؍؍ متفرق ؍؍ شیخ محمد یوسف صاحب سفیر	۱	۸	۰	؍؍ جناب مولوی ابو احمد صاحب اسسٹنٹ سنگرور	۱۰	۰	۰
؍؍ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور	۳۶	۸	۰	؍؍ ؍؍ بابو فضل الدین صاحب اکودیا	۱۰	۰	۰
؍؍ ؍؍ شیخ خدا بخش صاحب مردان	۱۰	۰	۰	؍؍ ؍؍ محمد ابراہیم صاحب بھوانی	۲	۰	۰
؍؍ جناب ٹی محمد یوسف صاحب ٹمکور	۵	۰	۰	قیمت کھال قربانی جناب سیدہ محمد صاحب نمبر ۳۶۱۵	۱	۸	۰
؍؍ جناب محمد سلطان صاحب بریلی	۵	۰	۰	؍؍ ؍؍ ؍؍ نصیر محمد یحییٰ خان صاحب	۱	۸	۰

مندرجہ بالا رقوم بصد شکریہ درج کیجاتی ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء +

خادم۔ آنریری فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن لاہور عزیز منزل

لمعات انوار محمدیہ حضرت رسول کریم صلعم کے پاک حالات آپ کے خلق عظیم کا آئینہ حسن معاشرت کا فوٹو۔ علمی۔ ادبی۔ اخلاقی و اصلاحی مضامین کا دلنواز مجموعہ۔ آنحضرت صلعم کے مختلف شعبہ ہائے زندگی کا دلکش مرقع جسمیں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی مسلم مشنری و حضرت مولوی صدر الدین صاحب بی اے بی ٹی و حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی و جناب شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹر ایٹ لاء و جناب محمد مارمڈیوک پکتھال صاحب و جناب ایس۔ ایچ لیڈر مصنف ڈیزرٹ و دیگر مشاہیر قوم کے گرانقدر مضامین ہیں جو نہایت قابل دید ہیں۔ اور آنحضرت صلعم کو مختلف حیثیتوں میں پیش کیا گیا ہے قیمت ۶ر بیجلد۔ مجلد ۱۰ر

المشتہر۔ خواجہ عبد الغنی مینیجر مسلم بک سوسائٹی۔ عزیز منزل لاہور

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
اصلاح الرسوم ...	۳ر	رفیق مرزا ...	۴ر
مجموعہ وظائف ...	۴ر	مجموعہ ظرافت ...	۳ر
جذبات اسلام ...	۵ر	چپ کی داد ...	۲ر
عقیلہ بیگم ...	۳ر	مسدس حالی ...	۶ر
قومی گیت ...	۵ر	زنانہ خطوط ...	۵ر
حسن وصحت ...	۶ر	صنعت خانہ ...	۴ر
العاطمہ ...	۲ر	رباعیات حالی ...	۳ر
ڈاکٹر حلیمہ خانم ...	۱۴ر	رباعیات انیس و دبیر ...	۳ر
پہیلی نامہ ...	۷ر	نظم نعت ...	۴ر
نیا باورچی خانہ ...	۶ر	قاعدہ سیپارہ ...	۳ر
ترکی کھانے ...	۴ر	کنز الآخرۃ ...	عمر
آداب النسوان ...	۶ر	چاند تارے ...	۳ر
چڑے چڑیا کی کہانی ...	۳ر	زنانہ نصاب۔ لڑکیوں کا قاعدہ ۱ر۔ لڑکیوں کی پہلی ۱ر	عمر
لاڈلا بیٹا ...	۳ر	دوسری ۲ر تیسری ۳ر۔ چوتھی ۴ر۔ پانچویں ۵ر	

دیگر

نام کتاب	نام مصنف	قیمت	نام کتاب	نام مصنف	قیمت
ترجمۃ القرآن اردو معہ تفسیر پہلا پارہ	حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم-اے	عہ ۲ر	حقیقت المسیح	حضرت مولوی محمد علی صاحب	۲ر
عصمت انبیاء	〃	۹ر	مراۃ الحقیقۃ	〃	۵ر
غلامی	〃	۴ر	آیت اللہ	〃	۴ر
ترجمۃ القرآن انگریزی مکمل معہ تفسیر	〃	اول درجہ ۲۰ عہ۵، دوم عہ۵	احمد مجتبیٰ	〃	۴ر
سیرت خیر البشر	〃	عیار	سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اول براہین احمدیہ	حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد	اول درجہ ولایتی عہ، دوم درجہ دیسی عہ
جمع قرآن	〃	۱۳ر	سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد دوم	〃	عقوبت ... مجلد عیار ۱۲ر
مقام حدیث	〃	عہ آر	〃 سوم	〃	قسم دوم عہ ۱۲ر
نکات قرآن	〃	حصہ سوم، حصہ چہارم ۸ر	ملفوظات احمدیہ	〃	[illegible]
النبوت فی الاسلام	〃	عمار	اسلامی اصول کی فلاسفی	〃	۱۲ر
حدوث مادہ	〃	۵ر	فتح اسلام	〃	۵ر
تفسیر سورہ فاتحہ	〃	۴ر	توضیح مرام	〃	۵ر
مسیح موعود	〃	مجلد ۸ر	ازالہ اوہام	〃	دو حصص عمار
شناخت مامورین	〃	۳ر	پیغام صلح	〃	۱ر
			الوصیت	〃	۲ر
			در ثمین	〃	۴ر

نام مصنف	مصنف	قیمت
القول المجید فی تفسیر اسمہ احمد	علامہ مولوی محمد احسن صاحب امروہی	۱۰/
اظہار النصائح	″	۵/
سراج الوہاج	″	۴/
سنۃ ضروریہ	″	۳/
کشف الالتباس	″	۰۲/
سواء السبیل	″	۰۲/
صیانت الناس	″	۰۲/
علام الناس	″	۲/
الضحیٰ	″	اِ/
نماز	مولوی مصطفیٰ خانصاحب بی اے	۱۰/
حج		۶/
زکوٰۃ	″	۰۲/
روزہ	″	۴/
تربیت اولاد	″	۵/
غزوات نبوی	″	۸/
کانشنس اور نبوت	″	۳/
غسل مصطفیٰ	مولوی مرزا خدا بخش زبدۃ الحکما	دو حصص للعہر
مرقاۃ الیقین	مولوی کرم شاہ خانصاحب	۹/ عہ
ویدک سائنس	مولوی عبد الحق صاحب فاضل سنسکرت	۰۲/
اسماء الٰہیہ		۷/

تصنیفات مسلم بک سوسائٹی

نام مصنف	مصنف	قیمت
مسجد ووکنگ کے ابتدائی خطبات	خواجہ کمال الدین صاحب	۳/
توحید و عام تصوف	″	۲/
خطبات عیدین	″	۲/

نام کتاب	مصنف	قیمت
دہریوں اور ملحدین کو خطاب	خواجہ کمال الدین صاحب	۳/
اسلام اور دیگر مذاہب	″	۲/
حقوق النسوان	″	۲/
لمعات انوار محمدیہ	″	۶/
براہین نیرہ	″	۱۲/
ام الالسنہ	″	۱۲/
اسوہ حسنہ	″	۸/
ذرات عالم کا مذہب	″	۸/
اسلام اور علوم جدیدہ	″	۴/
مسیح کی الوہیت اور ابنیت کی کامل انسانیت پر ایک نظر	″	۶/
صحیفہ آصفیہ	″	۲/
کرشن اوتار	″	ا/
مسلم مشنری کے ولایتی لیکچر حصہ اول	″	ا/
توحید فی الاسلام	″	زیر طبع
سیر افکار	″	″
ہستی باریتعالیٰ	″	″
مکالمات ملکیہ	″	″
ضرورت الہام	″	″
سلک مروارید	″	″

دیگر مصنفین

نام کتاب	مصنف	قیمت
قرآن اور جنگ	حضرت مولوی صدر الدین صاحب	۵/
سیرت نبوی	″	۵/
دنیا کے مشہور شہدے ثلاثہ	جناب مشیر حسین صاحب قدوائی	۸/
تسہیل القرآن	″	۵/

درخواستیں بنام خواجہ عبد الغنی منیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور آنی چاہئیں

اسلامیہ پریس بیرون دروازہ لاہوری لاہور میں حافظ مظفر الدین کے اہتمام سے چھپوا کر خواجہ عبد الغنی منیجر اشاعت اسلام لاہور نے شائع کیا